جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

اخبار الحق دہلی

ماہانہ — قیمت سالانہ عہ

تفسیر اتقان اردو

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تفسیر کا بامحاورہ اردو ترجمہ دو جلدون مین ہے۔ اس تفسیر کی خوبی بیان سے باہر ہے جس حسن و خوش اسلوبی سے امام مرحوم نے اس نادر تالیف مین حقایق معارف قرآن مجید کو بیان فرمایا ہے۔ دیگر ضخیم تفسیرون مین بھی وہ موجود نہین جملہ علوم و ہر علم کے انواع و اقسام از قبیل عام مجمل و مفصل محکم و متشابہ ظاہر و نص کیفیت نزول۔ اسباب نزول۔ ... نزول اعجاز طرق استنباط وغیرہ امور کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ ہر دو جلد کی اصلی قیمت ... رعایتی صہ مجلد صہ

ہدایت کے متعلق سلسلہ وار نمبر لگا کر اسکے مطابق نشان لگا دیے ہین۔ مجلد عہ دو روپے۔

یہ ایک زبردست تاریخ مصائب عرب و حکومت ... انگریزی سے مسٹر محمد احمد صاحب بیرسٹر ... لباس پہنایا۔ اور عمدہ نفیس و خوشخط کاغذ پر چھپوایا۔ اصلی قیمت ... للعہ مترجم مرحوم کے فات ہوجانے سے ... کی چند جلدین ہم ... جو ہمارے ہین وزن اس کا ایک سیر دو چھٹانک ہے رعایتی قیمت پر دفتر الحق سے ... جلد ... اور نہایت نفیس ... محصول ... ملے گی۔ جلد درخواست ... ورنہ پھر اس کتاب اس قیمت ... مل سکیگی۔ ...

حمائل شریف

بہ ترجمہ شمس العلما حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی صفحے ایک صفحہ مین متن اور دوسرے صفحہ مین بالمقابل۔ ... حاشیہ ...

صفدر زمانہ

... مین کے ... ان بڑے بڑے اعتراضون کا معقول و منقول سے جواب جو اہل اسلام پر ہمیشہ کرتے رہتے ہین قیمت ...

حضور شہنشاہ معظم قیصر ہند
کے دربار دہلی کی یادگار میں
سلطانی تحفہ
زبدۃ الحکماء حکیم و ڈاکٹر غلام نبی صاحب ایڈیٹر رسالہ حفظ صحت و مالک شفاخانہ یونانی لاہور
کتاب کیمیاگری ہندوستان و انگلستان

مطبوعہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ یوم جمعہ — نمبر ۱۲/۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحق دہلی

کیا ثنائی فرار مین اب بھی کسیکو انکار ہوگا؟

مرا بسزد کہ بنازم بطالع بیدار / سر کلاہ بسایم بہ گنبد دوّار
زنم بگوش رفیقان صدائے تہنیتے / کہ کرد فاضل امرتسری زبحث فرار
دریں زمان مبارک چو دعوتے دادم / پئے مناظرہ بگفتم کہ ہان بیا و بیار
رسید پرچہ الحق چو پیش اہلحدیث / پرید رنگ رخ آن عدوئے نابہنجار
زعلم و فضل چنان خالی و تہی گشتہ / نماند فہم و فراست نہ طاقتِ گفتار
بہ ہیچ طرفہ وطائفہ شگرف بدریدم / تمام پردہ علم و عزر دو سنگبار
نمودہ ام چنین سد و راہ ہائے عدو / کشیدہ ام چنین گرد عدوئے حق دیوار
نہ پائے ماندن وے نہ راہ رفتنش باقی / نہ طاقتش بہ ستیزہ نہ ہمتش بفرار
بگیر تم کہ چرا شل مردگان خفتہ / نکردہ ہیچ دلیل حیات خود اظہار
ہزار حیف برایں دعوئی ہمہ دانی / ہزار حیف برایں علم و فضل و این دستار
چرا نہ روغن بادام رائی نوشی / مگر بدانی کہ تلخ است شل سم ماہ مار
چرا بہ ست نگیری تو مرکز خود را / مگر بدیدی کہ سخت است سنگ و آہن دار
چنان بجوش درآوردہ ام مکذب را / کہ بجو بید بلرزد و نزنام من ہر بار
چو احمدی بہ ستیزہ نجاست عقلہ / گریخت پشت نمودہ عدوئے کج رفتار
چنان سرش بزیں کوفت الحق دہلی / کہ سر نماند ازان روز قابل دستار
کجاست شیخ مونگیری و نعمت اللہ خان / کجاست فاضل امرتسری کہ آزار
بعلم و ہمے باطل زفہم ماست تہی / نشستہ چون خر مجروح در تہ اسفار
من از تحدی دگر بار میدہم چیلنج / کنا شوند ازیں خواب مردگان بیدار
بنوش روغن بادام دگیر مرکز را / دہم عنادہ ازیں من زر درہم و دینار

امید نیست کہ ہر مناظرہ ایں غول
بہ پیش احمدی آید کسے ازیں کفار

معزز ناظرین! آپ نے الحق مورخہ ۹ فروری سنہ رواں مین اس عاجز کا وہ چیلنج جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ان کے ادعاء باطل کے متعلق دیا تھا ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ اوس کا جواب اہلحدیث مورخہ یکم مارچ مین فاضل امرتسری نے اصل بحث سے فرار و گریز کر کے اپنی طرف سے بحث مقرر کر کے بعض شرائط مباحثہ کے متعلق منظور منظور لکھکر اپنے ناظرین کی آنکھوں مین مٹی بہرنے کی کوشش فرمائی۔ جس کا جواب الجواب ۱۶ مارچ کے الحق مین مدلل و مفصل لکھکر باضافہ مبلغ پچاس روپے انعام مولوی صاحب کی خدمت مین بھیجدیا تھا۔ اور درخواست کی تہی کہ براہ مہربانی ۱۵ مارچ کے اہلحدیث مین اصل بحث کی منظوری سے معہ دیگر امور مستفسرہ کے مطلع فرماوین تاکہ ہم انتظام مکان وغیرہ کا کیا جاوے۔ ہمکو بڑی ہماری امید تہی کہ فاضل امرتسری اس دفعہ ضرور آمادہ مناظرہ ہو کر بواپسی منظوری سے اطلاع بخشین گے مگر ؎

غلط کردم خطا دانستہ بودم

مولوی صاحب نے بجائے ۱۵ مارچ کو جواب دینے کے اہلحدیث کی دوسری اشاعت مجریہ ۲۲ مارچ مین بہی اس کا نام تک نہین لیا۔ منظوری تو رہی درکنار۔ باوجودیکہ مولوی صاحب نے بڑی جدوجہد کے بعد خود ہی مباحثہ کا "روغن بادام" نکال کر ایک "مرکزی نقطہ" قرار دے لیا تھا۔ پہر بہی اوس روغن بادام کو نوش فرمانے اور مرکز کو ہاتھ لگانے سے آجتک پرہیز فرماتے رہے۔ حالانکہ علاوہ روغن نوشی اور مرکز گیری کے ہم نے مبلغ ایکسو پچاس روپے نقد انعام دینا بہی منظور کیا تھا۔ اس پر بہی تا ایندم صدائے برنخاست والا معاملہ رہا جس پر ہمارے بعض احباب نے تو اپنی رائے کا ان الفاظ مین اظہار فرمایا کہ فاضل امرتسری امرود ہے ؎

چنین خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

مگر ہمین ابہی اس رائے سے پورا اتفاق نہین۔ ممکن ہے کہ مولوی صاحب اپنے خانہ ساز روغن بادام کو پہلے خود استعمال کر کے تجربہ کر رہے ہون۔ کیونکہ جب سے اپنی ہی مشین مین یہ روغن کشید کیا ہے آپ نے بلا تجزیہ خود اسکی فروخت کا اشتہار دیدیا تھا۔ جس کو دیکھ کر ایک بہصرا و ننانی مشین کے پرزون سے واقف کار اور بادام مغزین و تلخ کو پہچاننے والے احمدی نے

پہونچنے پہم پہونچے تو انشاءاللہ۔

مبلغ تین سو روپیہ انعام

کا روپیہ نقد یا بذریعہ نوٹ رائج الوقت پیش کردینگے۔ کیا مولوی صاحب جرأت کرینگے کہ احمدی سے بانہہ ملائین؟ اس کا جواب آیندہ زمانہ خود دیگا۔

مہدی آخرالزمان اور نادانون کا وہم وگمان

آجکل اخبارون مین مہدی سعود کے متعلق عجیب بے سروپا قصے اور وہمی وخیالی امیدون کی بنا پر خام آرزوئین پکائی جارہی ہین۔ کوئی شاہ نعمت اللہ ولی کے نام سے اور کوئی سنوسی فرقہ کے کلام سے اور کوئی حکیم امروہی کے اوہام سے اناپ شناپ پیشین گوئیان بتقرر سالِ ظہور مہدی نکال نکال کر پیش کررہا ہے۔ جن کو سن سن کر مسلمانون نادان نام کے مسلمانون کے منہ مین پانی بھر بھر آتا ہے۔ کہ بس اب حضرت امام مہدی آنیوالے ہین جو آتے ہی ایک طرف تو اٹلی کی خبر لینگے دوسری جانب ایران پر کمک بھجوائینگے اور تمام دنیا مین اسلامی حکومت کو پھیلائینگے۔ اور بمقرار منتظرین مین سے کسی کو تو سپہ سالار اور کسی کو فوجدار اور کسی کو علم بردار اور کسی کو جاگیردار بنائینگے۔ مگر یہ اعلیٰ عہدے صرف علما اور مشائخ کے ہی حصہ مین آئینگے۔ بشرطیکہ مقلد وغیر مقلد شیعہ وسنی وہابی وبدعتی خارجی ونیچری وغیرہ فرقون کے لوگ فریق مخالف کے علمار وصوفیار کے متعلق ناراضی کے ووٹ نہ دیدین اور نیز ایک فریق کے علمار دوسرے فریق کے علماء کو بخواتیم ومواہیر جلی خود مسلمان تسلیم کرلین۔ ہان سب باتون سے علاوہ خود مہدی علیہ السلام کو بھی قبل ادعار امامت شیعہ وسنی مفتیان کی عدالت سے اپنی خلافت کا سرٹیفکٹ یا سند امامت حاصل کرنی پڑیگی۔ تب ہی تو وہ امام اور خلیفہ بن سکینگے۔ مگر اس مشکل کا کونسا حل مہدی منتظر کے پاس ہے کہ وہ ان دونون مہدیون مین سے جو مدینہ مین پیدا ہونیوالے ہین یا غار سر من رأیٰ سے خروج کرنیوالے ہونگے۔ کون سے مہدی کو علماء حال سند خلافت عطا فرماکر امام بنائینگے۔ کیا ایسا نہ ہوگا۔ کہ جب مفتیان دیوبند کے حضور مین وہ سند خلافت حاصل کرنیکے لئے حاضر ہون اور وہ یہ سوال آپ سے کربیٹھین کہ حضرت آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بھی ہین یا نہین؟ کیونکہ ہماری کتابون مین لکھا ہوا ہے کہ مہدی علیہ السلام امام اعظم کی تقلید کرینگے۔ پس اگر انہون نے اپنا مقلد ہونا مان لیا تو ممکن ہے دیوبند سے

سند مہدویت مل جاوے۔ بعدازان اُن کو صوفیار وغیرہ پیرپرست و گورپرست علمار کے دربار مین جب شرف باریابی حاصل ہوگا تو یہ مقدس گروہ ان سے سوال کریگا کہ جناب والا استعانت قبور وعرس ومیلاد گیارہوین وتیجہ ودسوان وقوالی وغیرہ شعار اسلام کے بھی آپ پابند ہین یا نہین؟ لاریب انکے سامنے یا تو حضور ممدوح ان سب خرافات کا اقرار کرینگے یا انکار۔ بصورت اقرار یہان سے بھی امید کامیابی ہوسکتی ہے کہ سند امامت ملجائیے بشرطیکہ وہ کسی سلسلہ نقشبندیہ یا سہروردیہ وغیرہ مین بیعت بھی کرلین۔ اور بصورت انکار سرٹیفکٹ کا ملنا ناممکن۔ آگے چلئے جبکہ وہ وارث الانبیار اہلحدیث علمار کے دارالحدیث مین جاوینگے تو وہان آپ کو بڑی دقتین پیش آئینگی۔ پہلے تو وہ یہ سوال کرینگے کہ اب تک آپ نے کہان کہان سے سند خلافت حاصل کی ہے؟ اسوقت بلاتوقف دیوبند کا خلافت نامہ اور اجمیر یا پیران کلیر یا پاک پٹن یا گولڑہ وغیرہ کے سجادہ نشینان وبدعتی علمار کے سرگروہ احمد رضا خان کا عطیہ سرٹیفکٹ پیش کرکے درخواست کرینگے کہ آپ حضرات بھی مجھے امام بنا ڈالئے۔ کیا ان سرٹیفکٹون کو ملاحظہ فرماکر جنمین مہدی علیہ السلام کا اقرار تقلید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام بدعات مروجہ کا عامل ہونا بھی درج ہوگا۔ یہ اصلی وارث انبیار سند خلافت وامامت دیدینگے؟ حاشا ثم کلا حاشا۔ وہ تو آپ کو ایسا امام بنادینگے کہ مہدی بھی یاد ہی رکھین۔ مشرک بدعتی دوزخی ناقابل تعظیم اسلام سے خارج خلافت تو کجا امامت مسجد کے بھی ناقابل وغیرہ وغیرہ تمغہ دیکر بھیرنگ واپس کرینگے۔ یا حکم صادر ہوگا کہ توبہ کرو اور کسی مستند عالم اہلحدیث کی سند حدیث دکھاو۔ تب تمکو ممکن ہے کہ معمولی سی سند ملجائیے۔ ورنہ مدرسہ آرہ یا وزیرآباد وغیرہ مین حدیث پڑھکر آو تب سند پاؤ۔ الغرض اسی طرح مدت تک تو مہدی علیہ السلام اپنے لئے سنیوں سے سند امامت کے جھگڑے مین رہینگے۔ ان سے فارغ ہوکر اگر نیچرگاہ المعروف بہ علیگڈہ کی طرف رخ کیا تو وہان سے آپ کو تاوقتیکہ کوئی اعلیٰ ولایتی ڈگری نہ مل چکی ہو اور بہشت ودوزخ وملائکہ وصوم وصلوٰۃ ووحی ومعجزات وغیرہ کے بارے مین تہذیب الاخلاق ورسائل بعثت ودعار وتفسیر سرسید مرحوم کی فلاسفی کے پورے مصدق اور قائل نہ بنین اور مسلم یونیورسٹی مین کوئی معقول رقم نہ داخل کرین اور کوئی نیا تجربہ سائنس کا نہ دکھلائین اور کالج مین کوئی مہدی ہال نہ بنوائین کسی خلافت ونلافت کی سند نہ مل سکیگی۔ البتہ نیچریت مین اعلیٰ نمبر پانے سے لیڈر کے خطاب سے فیضیاب ہوسکتے ہین۔ اور یہی انکے لئے بڑی خوش قسمتی سمجھو۔ اب ہم گنگزیلاوی وغیرہ کی طرف سے جو سند ملنے کی امید ہوسکتی ہے اس کو چھوڑکر سید ہا ایران یا لکھنؤ کے مجتہدین عظام کی بارگاہ مین مہدی مسعود

کو جلتے ہوئے پاتے ہین) جہان کا نقشہ کھینچنا ہماری طاقت سے باہر ہے مختصر یہ کہ سب سے پہلے جب تک حضرت موصوف اصحاب کبار سے تبرا اور تعزیہ و مجالس عزا سے تولا، اور فرقہ سنیہ پر جو صلہ الحزار ملعنت ملامت اور بزرگان اسلام پر سب و شتم اور اہل بیت پر اتراہ و رود ظلم و ستم نہ کر لین وہان ٹھیرنا بھی محال ہوگا۔ سند مہدویت یا خلافت ملنا ؎

این خیال است و محال است و جنون

مختصر یہ کہ مہدی آئین) شوق سے آئین چشم ما روشن دل ما شاد ! - مگر خدا کیلئے علیم و مجدد و مامور من اللہ و منصور من اللہ حکم و عدل خلیفۃ اللہ بنکر نہ آئین نہ فرقہ ہائے مسلمانان مین مذہبی یا شرعی اصلاح و درستی یا کسی مسئلہ کی تصدیق یا تکذیب شیعہ و سنیون مین حنفی شافعی مین مقلد غیر مقلد مین وہابی بدعتی مین نقشبندیہ یا چشتیہ وغیرہ مین فرمائین - صرف کمانڈر انچیف ہو کر آئین دنیا بھر کی حکومت مسلمانان بدنام کنندہ اسلام کو دلوا جائین - ایران کو روس سے طرابلس وغیرہ کو اٹلی سے چھڑوا جائین - مولویون ملانون صوفیون سجادہ نشینون کے گھر مال غنیمت سے بھر جائین - مسلمانان مالا مال ہو جائین تاکہ پھر نہ کسی کو نوکری کرنی پڑے نہ مزدوری و تجارت اور سب اپنے مرے جین سے صدیون کی خام آرزوؤن کو پختہ کر لین - غرضیکہ ایسی شان سے اگر آنا ہو تو سنہ ۱۳۳۰ سال روان کے خاتمہ سے بھی پہلے آ جاوین - زیادہ انتظار نہ دکھاوین - کیا دلچسپ ناول ہے جسکے ہر باب مین بجز عیش و عشرت کی پر لطف خیالی داستان کے اور کچھ بھی نہیں - مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا یہ خواب و خیال ہے یا امر شدنی ؟ اس کا دو حرفہ صحیح جواب سننا چاہو تو یہ ہے ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اُس اسلام مین تو جو تیس سپارون کے اندر مین الدفتین ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و جسمی نے خدا کے بندون کو پہونچایا سنایا بتایا سکھایا - اس افسانہ کی شکسپیر کے ناول سے زیادہ وقعت نہیں - خود غرض مسلمانون اور لالچی و طامع انسانون نے اس بعید از علم و عقل و نقل روایات کو تراشا اور نسلاً بعد نسلاً یہ دل خوش کن داستان میٹھی اور پیاری کانون کو بھاتی اور دل کو لبھاتی ہوئی معلوم ہوتی تو جہان اور موضوعات نے گھر بنالیا تھا وہان ہی اس خواب و خیال نے جگہ پالی اور رفتہ رفتہ ؎

ہر کہ آمد بران مزید نمود

کے مطابق حاشئے چڑہتے چڑہتے خاصی بوستان خیال بن گئی - یاد رکھو یہ تمام باتین جھوٹ محض ہین اسلام مین کوئی ایسا مہدی آنیوالا نہیں یہ صرف دل کی بہار اس سے اور کچھ نہیں آیندہ نمبر مین ہم مہدی کے متعلق جو روایات ہین انپر بحث کرینگے (باقی)

علماء دہلی کا ایک عجیب و غریب فتویٰ

آج ۲۳ ماہ رواں کو دہلی مین ایک جدید تازہ بتازہ مطبوعہ فتوےٰ علماء حنفیہ کی طرف سے شایع ہوا ہے - جس کے متعلق سب سے بڑی غلطی سہواً یا عمداً یہ ہوئی ہے کہ نہ تو اس پر مشتہر یا شایع کنندہ کا نام ہے نہ مطبع کا جس نے اسکو طبع کیا ہے - یہ تو قانونی غلطی ہے شرعی غلطی اس سے بڑھکر ہے کہ نہ کسی آیت قرآنی سے استدلال ہے نہ حدیث صحیح سے صرف اقوال الرجال سے ایک امر کا حرام ہونا ظاہر کیا گیا ہے - افسوس صد افسوس علماء حال اور یہودیانہ چال - مفتیان فتوے نے شاید اپنا منصب ایک شارع کا سمجھ لیا ہے کہ باختیار خود جس کو چاہین حرام کہدین اور جس کو چاہین حلال - حالانکہ خدائے قدوس نے اپنی کتاب مجید مین اس طرح کے فتوے دینے سے سخت ممانعت فرمائی تھی کما قال اللہ تعالےٰ فی القرآن مجید و فرقان حمید ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب - ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ط” یعنی اپنی زبانون کے جھوٹے بیان سے نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندہنے لگو - نحل ع ۱۴ -

گمنام سوال

اس الہی ارشاد اور خدائی حکم کو سننے کے بعد ناظرین ذرا ذیل کا عجیب و غریب فتوے ملاحظہ فرماوین ایک سائل گمنام بحضور علماء اسلام سوال پیش کرتا ہے کہ آجکل اخبارون اور اشتہارون مین دیکھا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات لکھی ہوتی ہین - اور اس سے زیادہ ظلم یہ کہ قرآن مجید کے نمونے ایک ایک دو دو رکوع تک اخبار کے صفحون پر چھپا دیتے ہین یا بطور ضمیمہ کے اخبارون کے ساتھ تقسیم کرتے ہین - جو بسا اوقات گلیون سڑکون پر پامال ہوتے ہین یا دکانداروں سے پڑیان باندہتے ہین اور یہ تمام حالات اخبار نویس جانتے ہین پس ایسی حالت مین اخبار نویس شرعاً کسی مواخذہ کے نیچے ہین یا نہیں ؟

علماء احناف کا جواب ناصواب

(۱) جن اخبارون مین آیات قرآنیہ لکھی ہون انکو بے وضو ہاتھ لگانا - اور اس کاغذ سے پڑیان بنانا حرام ہے - پس جو لوگ ایسا کرتے ہین سخت گناہگار ہوتے ہین “ (۲) بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا حرام ہے “ (۳) اسیطرح ہر اس چیز کو چھونا جس مین آیت قرآنی لکھی ہو حرام ہے “ (۴) جس کاغذ مین نغمہ کی عبارت لکھی ہو اُس مین کوئی چیز لپیٹنا جائز نہیں “ (۵) اخبارات مین آیات قرآنی لکھنا جائز نہیں “ (۶) بلا ضرورت آیات قرانیہ یا احادیث نبویہ یا اسی قسم کے اور متبرک کلمات اخبارون مین نہ لکھین “

دلائل حرمت

شامی میں ہے المراد مطلق ما کتب فیہ القرآن یہ تفسیر ہے درمختار کی عبارت کی ویحرم بہ ای بالحدث الاکبر وبالاصغر مس مصحف - درمختار میں ہے - لا یجوز لف شئی فی کاغذ فیہ فقہ " یہی دلائل جنکی رو سے غباروں میں آیات قرآنی کا لکھنا سنہری مسجد دہلی کے فتوے سے حرام ہے - اور انہی کو آیات اور احادیث سمجھو - آہ - کیا عبرتناک نظارہ ہے کہ قرآن شریف کو بغیر وضو ہاتھ لگانا حرام اور ہر اس کاغذ یا اخبار کو جس میں آیت قرآنی لکھی ہو چھونا حرام مگر دلیل حرام ہو - جنکی شامی اور درمختار سے بیان کی جاتی ہے جو نہ حدیث کی کتاب ہے نہ آسمانی صحیفہ - اور خوش قسمتی سے جن عبارتوں سے استدلال کیا ہے ان میں بھی کوئی قرآنی آیت یا حدیث صحیح سے بیان نہیں کیا گیا - کیا اب بھی کسی کو قرآن شریف کی آیت محولہ بالا کی عمداً خلاف ورزی کا مجانب علماء حال یقین نہیں ہوا نرا احتمال ہی احتمال ہے ؟ والی اللہ المشتکا

ح

کمیونی کیٹیڈ

مسلمانان ہند اور حضرت نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئی

(از سید ولایت شاہ صاحب ... ایڈیٹر ... لاہور)

اڈیٹر اخبار کا فرض ہے کہ وہ بے تعصب اور بے لاگ ہو - اور مضامین کے اندراج میں کسی قسم کی رو و رعایت کو نہ برتے - البتہ قومی اخبارات جو خاص قومی مفاد کی خاطر اپنے دائرہ کو محدود کریں اور اس کا اعلان کر دیں وہ ہر ایک قسم کے مضامین کے اندراج سے معذور ہیں - منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے تئیں بے تعصب ظاہر کرتے ہیں - اور انکے اخبار میں ہر فرقہ و مذہب کے مضامین شایع ہوتے ہیں - لیکن ہمیں سخت افسوس ہے - کہ انہوں نے کبھی بھی احمدیت کے متعلق ایسی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت نہیں دیا - جیسا کہ وہ دوسروں کے حق میں دیتے ہیں غیر احمدیوں کے ردی سے ردی مضامین بھی جو خود غلط انشاء، غلط الاغلاط کے مصداق ہوتے ہیں صرف درج اخبار ہی نہیں ہوتے - بلکہ بعض اوقات اڈیٹوریل کالموں میں جگہ پاتے ہیں - مگر احمدیوں کے مضامین خواہ وہ کیسی ہی محققانہ اور تنقیدی بحثوں سے معمور کیوں نہ ہوں - کبھی یہ شرف حاصل نہیں کر سکتے - اور اگر شایع بھی ہوں تو اسقدر مدت کے بعد کہ ان کی اشاعت نفی کے برابر ہوتی ہے - اور اس پر مزید یہ کہ کوئی نہ کوئی زہر یا حاشیہ بھی اڈیٹر صاحب کی طرف سے ضرور ہی ٹانک دیا جاتا ہے اور کئی دفعہ تو قطع برید سے مضمون کی اگر جان پر چھری ہی پھیر دی جاتی ہے - (اور جو مضامین اس حالت سے مستثنے ہو جاتے ہیں وہ بھی خاص وجوہات کے سبب سے جن کے بیان کی ضرورت نہیں) ایسی حالت میں کیا اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کا یہ ادعا کہ وہ ہر فریق سے بے تعصبی کا برتاؤ کرتے ہیں قابل پذیرائی ہو سکتا ہے ؟ پبلک اخبارات کی اصل غرض یہی ہوتی ہے - کہ مخالف و موافق آراء پبلک کے سامنے پیش کر دے تاکہ عام ناظرین ان کے حسن و قبح کا صحیح اندازہ کر سکیں - ہاں ایک خاص حد تک یہ بھی جائز ہوتا ہے کہ ایڈیٹر اپنے رائے کا اظہار بھی بالضرورت مناسب طریق سے کر دے - نہ یہ کہ بلا ضرورت ہر ایک مضمون کے ساتھ ایک نتیجہ لازمی قرار دیا جائے -

اس کے ثبوت کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں ان دنوں جنگ طرابلس کے متعلق مراسلات درج اخبار ہوتی رہی ہیں - اور ان میں حضرت نعمت اللہ صاحب ولی کے قصیدہ کے اشعار بھی درج ہوتے رہے ہیں اور وہ سقم و لغزش سے خالی نہ تھے - جس پر ہمارے ایک معزز احمدی بھائی نے ایک مختصر سا مضمون اڈیٹر پیسہ اخبار کی خدمت میں برائے اشاعت ارسال کیا مگر اشاعت تو در کنار دہان صدائے برنخواست کا معاملہ ہوا - چنانچہ ایک دوسرا مضمون ارسال کیا گیا - اس کا حشر بھی وہی ہوا - جو پہلے کا ہوا تھا - مگر اس عرصہ میں غیر احمدیوں کے مضامین برابر شایع ہوتے رہے - چنانچہ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء میں سید غلام شاہ نامہ نگار کی طرف سے چند ایک اشعار حضرت نعمت اللہ صاحب ولی کے ایسے شایع ہوئے ہیں - جن میں ناجائز تصرف سے کام لیا گیا ہے - اور وہ کیا بلحاظ انشا اور بلحاظ اصول نظم بالکل غلط ہیں - ہمیں حیرانی ہے - کہ اڈیٹر صاحب نے کس طرح ان اغلط اشعار کو جا ... دہند شایع کر دیا - مگر نامہ نگار اور اڈیٹر صاحب کیا کرتے یہ غالباً اس وجہ سے مجبور ہیں کہ اسی نظم میں جنگ طرابلس کے علاوہ آنے والے مسیح اور مہدی کے متعلق بھی صاف الفاظ میں شہادت موجود ہے - جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی کی موید ہے - اور نامہ نگار صاحب اگر اس شہادت کو ناجائز تصرف کی کمینہ حرکت سے زائل نہ کرتے تو ان کے خیال میں خدا جانے کیا اندھیر ہو جاتا - اب ہم ان اشعار کو جیسا کہ روزانہ پیسہ اخبار میں شایع ہوئے ہیں - بصحت ذیل میں درج کرتے ہیں -

نمبر ۱

صورت کردگارے بینم

حالت روزگارے بینم

اس میں صورت کا لفظ غلط ہے اصل قصیدہ میں قدرت کر دیا ہے

جو نہایت ہی موزون اور با معنی ہے۔ ع ۲

غین خمین سال چون گذشت از سر سال

بوالعجب کاروبار ے بینم

اس شعر مین نامہ نگار نے جان بوجھکر عوام کو دہوکہ دیا ہے۔ اور غین و شین اور سے کے لفظ مین تحریف کی ہے۔ اصل مصرعہ یون ہے۔ غین و رے سال چون گذشت از سال۔ غین سے ایک ہزار اور رے سے دو سو مراد ہے یعنے جب بارھوین صدی گذرجاویگی۔ افسوس ہے کہ نامہ نگار صاحب نے اس بیجا تصرف کے وقت شعر کے وزن کا بھی لحاظ نہین کیا۔ کاش کسی واقفکار سے مشورہ کرلیا ہوتا۔ تاکہ اس فاش غلطی مین نہ پڑتے۔ ع ۳

باغ اشجار بوستان جہان

بے بہار و ثمار ے بینم

اس شعر مین بھی تصرف کرکے مطلب خبط کردیا ہے اصل شعر یون ہے۔ بعض اشجار بوستان جہان۔ بے بہار و ثمار ے بینم۔ ع ۴

چون زمستان اولین بگذشت

دو ئمش نو بہار ے بینم

خدا جانے نامہ نگار صاحب نے لفظ اولین اور دوئمش کے اختراع سے کیا فائدہ مد نظر رکھا ہے۔ کیا سال مین دو زمستان آتے ہین۔ اصل شعر یہ ہے۔ چون زمستان بے چمن بگذشت۔ شمس خوش بہار ے بینم۔ یعنے جبکہ تیرھوین صدی کا خزان گذرجائیگا۔ توچودھوین صدی کے سر پر آفتاب بہار یعنی مجدد وقت ظاہر ہوگا۔ ع ۵

نائب مہدی آشکار شود	بلکہ من آشکار می بینم
بعد از و خود امام ے آید	کہ جہان زد قراری بینم

کیا امام پہلے ہوتا ہے یا نائب اور بغیر اصل کے خلیفہ کا وجود کیسے ہوسکتا ہے۔ اصل شعر یہ ہین۔ تا چہل سال اے برادر من۔ دوران شہسوار ے بینم۔ دور او چون شود تمام بکام۔ پسرش یادگار ے بینم۔ ع ۶

صورت و سیرتش چو پیغمبر

خلق از و بختیار ے بینم

اس مین بھی قطع و برید کی گئی ہے۔ پہلا مصرعہ دوسرے سے مناسب نہین رکھتا اصل اشعار یہ ہین۔ صورت و سیرتش چو پیغمبر۔ علم و حلمش شعار ے بینم۔ مہدی وقت و عیسے دوران۔ ہر دو را شاہسوار ے بینم۔ ع ۸

م ح م د ے خوانم

نام او باد تار ے بینم

اس شعر مین بھی نامہ نگار نے بڑی چالاکی سے دہوکہ دہی کی ہے۔ کیونکہ اس شعر مین حضرت میرزا صاحب علیہ السلام کا نام صاف طور پر موجود تھا۔ اصل شعر یہ ہے۔ الف و حا و میم و دال ے خوانم۔ نام آن نامدار ے بینم۔ ع

ید بیضا ر او چو پاینده

باز با ذوالفقار ے بینم

اس مین بھی لایعنی تصرف کرکے مطلب خراب کیا ہے اصل شعر یہ ہے۔ ید بیضا کہ باد تابندہ۔ باز با ذوالفقار ے بینم۔ ع ۹

نعمت اللہ نشست در کنجے

از ہمہ بر قرار ے بینم

اس شعر مین برقرار کی جگہ برکنار ہے۔ بعض دوسرے اشعار جو نامہ نگار نے لکھے ہین بالکل بے معنی اور غلط ہین۔ اس لئے اس بحث کو لمبا کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ تمام اشعار مین سے صرف یہ شعر صحیح ہے۔ از نجوم این سخن نمے گویم۔ بلکہ از کردگار ے بینم۔ انکے علاوہ بہت سے اشعار ہین جو صاف طور پر حضرت میرزا صاحب کی سچائی پر دال ہین مگر نامہ نگار صاحب نے انکا ذکر تک نہین کیا جن مین سے دو اشعار یہ ہین۔ سکہ نو زنند بر رخ زر۔ درہمش کم عیار ے بینم۔ یعنے اسوقت اسلامی سلطنت نہ ہوگی۔ ماہ را روسیاہ ے بینم۔ شمس را دلفگار ے بینم۔ یہ کسوف و خسوف کی طرف اشارہ ہے جو وقت پر واقع ہوچکا ہمین سخت افسوس ہے۔ کہ یہ لوگ بزرگوں کی پیشین گوئیوں کو پڑھتے ہین۔ شایع کرتے ہین۔ مگر ان سے کوئی فائدہ نہین اٹھاتے۔ بلکہ الٹا ان مین یہودیون اور عیسائیون کی طرح سے تحریف کرکے عوام الناس کو دہوکہ دیتے ہین۔ کاش یہ لوگ بجائے اشعار متعلقہ جنگ طرابلس کو بار بار رٹنے کے تمام و کمال قصیدہ کو ٹھنڈے دل سے پڑھین اور غور و خوض سے کام لین تو بہت فائدہ حاصل کرین۔ و ما علینا الا البلاغ ۔

استفسارات

مسافر آگرہ و آریہ مسافر جالندہر جواب دین

ہمیشہ ہر دنیا کے شروع مین نہین ہر چار ہی شخص بلاکم وکاست ملہم من اللہ یعنے حقدار وید کیون پیدا ہوتے رہے۔ کیا یہ چار کی قید ہر دورہ دنیا مین پرمیشر کی طرف سے جبراً لگی ہوئی ہے۔ یا خود منش جاتی نے بطور مشورہ و قرعہ اندازی کے صرف چار ہی شخصون کا انتخاب کیا تھا۔ وہ خاص اعمال جنکے باعث ایشور کو وید نازل کرنے ضروری ہو جاتے ہین۔ ہمیشہ چار آدمی ہی کیا کرین تاکہ ویدون کے چار ہونیکی وجہ سے چار ہی شخصون مین انکا محدود ہونا قائم رہے

شق اول۔ یعنے اگر ہر دورِ دنیا مین پرمیشور کے حکم اور مشیت سے جبراً و قہراً چار ہی شخص صاحب الہام اور ویدون کے حقدار پیدا ہوتے رہے۔ اور آیندہ بھی اسی طرح ہوتے رہینگے تو پرمیشور کے اس التزام سے اول تو پرمیشر کی مجبوری نیز طرفداری کا خیال ہوتا ہے۔ کہ اس نے چار وید ہونے کی وجہ سے صرف چار ہی شخصون کو اپنی مرضی سے کہ مطابق الہام بخشے فیضیاب کرکے وید عطا کئے۔

شق دوم۔ پرمیشر کی اس کارروائی سے انسان کی خود مختاری خاک مین مل جاتی ہے۔

شق سوم۔ اگر ویدونکا نزول انسان کے اپنی ہی عملونکا نتیجہ ہے جیساکہ دیانند صاحب اپنی ستیارتھ مین لکھتے ہین تو انسان کی فعلی مختاری خود بخود جاتی رہتی ہے۔ کہ ہر دورِ دنیا مین یہ چار ملہمان وید کی قید خلاف عقل ہے

دلیل عقلی اس پر یہ ہے کہ مدرسہ ہاء سرکاری مین ہر کلاس مین سے طالب علمون کا پاس یا فیل ہونا جو ان کی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے بعد امتحان ظاہر ہو جاتا ہے۔ کسی یونیورسٹی یا کالج و سکول کے طالب علم۔ مڈل۔ انٹرنیس۔ ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے کی ڈگریان حاصل کرنیوالے ہرسال مساوی تعداد کے نہین ہوتے گاہے کم اور گاہے زیادہ کا ہونا ہر دورِ دنیا مین لازمی ہے پس انسانی فطرت بھی چار ملہمان وید کی قید کو خود بخود اڑا رہی ہے۔ اور چار کی قید ٹوٹ کر کم و بیش ہونے سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکو ہم پھر بیان کرینگے۔

کیا پرمیشر کے پاس چار ہی وید ہین

ہم رات دن دیکھتے ہین کہ مدارس سرکاری مین ہر سال مختلف ڈگریان جو طلباء بعد تعلیم حاصل کرتے ہین ان مین سے بعض کو تو حسب ضرورت گورنمنٹ ملازمت دیتی ہے اور باقی بکثرت بیروزگار مارے مارے پھرتے ہین۔ کیا پرمیشور بھی باعث چار وید ہونے کے الہام کے عہدہ جلیلہ پر چار ہی اسامیان پر کرکے باقی اعمال کنندگان کو خواہ انکے عمل ہم پلہ اور ہموزن اور ہمرنگ اگنی۔ وایو وغیرہ ملہمان وید کے کیون نہ ہون خشک جواب دیگا۔ اور صاف صاف کہدیگا۔ کہ میرے پیارے بھگتو اگرچہ تمہارے اعمال اس قابل ہین کہ تمہیں بھی وید ہماری سرکار سے عنایت ہون مگر مین لاچار ہون۔ میرے خزانہ الہام مین صرف بیس ہزار منترون کے قریب ہی الہام کا ذخیرہ تھا۔ جو حقیقت مین تو صرف ایک ہی وید تھا ضرورتاً اسکو ہی چار مین تقسیم کر دیا تھا۔ اب اس سے زیادہ میرے پاس کلام کا خزانہ نہین۔ اگرچہ تمہارے کرمون کا پھل نہ ملنے سے تمہارا حق مارا جاتا ہے۔ مگر کیا کرون مین مجبور ہون۔ جامہ ندارم دامن از کجا آرم۔ کیا یہ سچ ہے؟

اہلحدیث کا لطیفہ

جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث! آپ نے ۱۹ جولائی سنہ ۱۲ء کے اہلحدیث مین صفحہ ۴ کالم دوم پر ایک "لطیفہ" لکھا ہے۔ اور اس مین ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کی زندگی مین لکھا تھا کہ میان صاحب دہلوی مجھپر ایمان لے آوینگے" اس خاکسار کی نظر سے مرزا صاحب علیہ السلام کی یہ تحریر کہین نظر نہین گذری لہذا باادب التماس ہے۔ کہ جناب والا اس تحریر کا صحیح پتہ نقل فرماکر مشکوری کا موقعہ بخشین کہ کس جگہ مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام نے ایسا لکھا ہے۔

علماء حال سے ایک سوال

سورہ الصف مین جو احمدؐ کے نام سے ایک پیشینگوئی بزبان مسیح ابن مریمؑ منقول ہے وہ اسطرح ہے کہ مسیحؑ ابن مریمؑ بنی اسرائیل کو خطاب کرکے فرماتے ہین۔

یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھذا سحر مبین۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ۝

اس پیشینگوئی مین احمدؐ ایک رسول کی بشارت دی ہے اور ساتھ ہی بتلایا ہے کہ "پھر جب وہ آیا انکے پاس کھلی نشانیان لیکر بولے یہ جادو ہے صریح اور اس سے بڑھکر بے انصاف کون ہے۔ جو اللہ پر افترا کرے حالانکہ وہ بلایا جاتا ہے اسلام کی طرف اور اللہ راہ نہین دیتا ظالمون کو" اسکے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ جاءھم بالبینٰت مین کس کا ذکر ہے اور ھو یدعیٰ الی الاسلام مین ھو کا اشارہ کسکی طرف ہے اور یدعیٰ کسکی طرف مسند ہے۔ ہذا علماء حال اسکی تشریح و تفسیر عام فہم ہو کر فرما دین اور جو جواب ارقام فرما دین وہ دفتر الحق میں بھیجین تاکہ شایع کیا جاوے خصوصاً فاضل امرتسری اور مسلمان سکرٹری انجمن مجاہدین دہلی ضرور جواب دین اولی الذکر اہلحدیث

عام خبرین

لودہانہ پولیس کا وہ مشہور مقدمہ جس مین عدالت ماتحت نے سات کنسٹبل ملزمان کو سشن سپرد کر دیا تھا۔ در جس مین ملزمان کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر جیسا قابل وکیل پیروکار تھا۔ ۲۲ مارچ ۱۲ء کو صاف بری کئے گئے۔

گورنمنٹ کا شکریہ مسلمانان لاہور کا ایک بارونق جلسہ جمعہ کے روز ساڑھے پانچ بجے شام بصدارت مولوی محمد شفیق صاحب امام بادشاہی مسجد لاہور برکت علیخان محمڈن ہال مین منعقد ہوا اس مین حسب ذیل رزولیوشن دلی جوش کے ساتھ۔ بالاتفاق پاس کیا گیا۔

(۱) محرک خواجہ کمال الدین صاحب وکیل مؤید منشی دین محمد صاحب ایڈیٹر صدائے ہند مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ گورنمنٹ عالیہ کا بدل ممنون ہے۔ جس نے تمام مسلمانون کا دل ہمیشہ کے لئے اٹلی کو یہ انتباہ بھیجکر مٹھی مین لے لیا ہے کہ جدہ اور ینبوع جو حرمین الشریفین کے دروازے ہین ان کی ناکہ بندی واسطے مسلمانان ہند کے مذہبی جذبات کو سخت صدمہ پہنچے گا۔ مسلمانون کی مودبانہ عرضداشت کے لحاظ سے گورنمنٹ عالیہ کا یہ مدبرانہ طرز عمل ایک اور بہت بڑی دلیل اس واقعہ کی ہے کہ برطانیہ عظمی جیسے نام مین ایک بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ ویسے ہی عملاً بھی وہ اس لقب کی مستحق ہے۔

رزولیوشن کی تحریک کرتے وقت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے دل نشین انداز مین اس محبت آمیز عقیدت کا ذکر کیا۔ جو مسلمانان عالم کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ ان دونون شہرون پر کسی غیر مسلم قوم کی حکومت کبھی نہین ہو سکتی سنایا کہ گورنمنٹ عالیہ کے دل مین اپنی مسلمان ہندی رعایا کے مذہبی جذبات کی پوری پوری وقعت از راہ رعایا نوازی و تقاضائے شان ظل الٰہی قائم ہے۔ اور اس کے ساتھہ آپ نے ثابت کیا کہ حسن سلوک کا شکریہ ادا کرنا مسلمانون کا اخلاقی و مذہبی فرض ہے۔

انگلستان مین کوئلہ کے اسٹرائک سے جو تشویش انگیز مشکلات پیدا ہو گئی ہین ابھی تک ان کا خاتمہ نظر نہین آتا۔ بلکہ حالت اور بھی زیادہ نازک ہوتی جاتی ہے۔ کانون کے مزدور اپنے مطالبہ پر برابر جمے ہوئے ہین۔ کوئلہ نکالنے والے مزدورون کے علاوہ تجارتی اور صنعتی کارخانون کے لاکھون مزدور بیکار بیٹھے ہین۔

قبول اسلام۔ بابو رارام نقشہ نویس دفتر جموں سکنہ جزیرہ حسان جمون بوقت دو بجے دن مع اپنی عورت مسلمان ہو گیا ہے۔ عرصہ جنگ اٹلی و ٹرکی کے حالات سنکر اس کا دل مسلمانون کی طرف راغب ہو گیا۔ اور جوش مین آکر مسجد مین چلا گیا۔ اور اپنی عورت کو ساتھہ لے لیا۔ اور جاکر قاضی صاحب کو کہا کہ مجھہ کو مسلمان کرو۔ قاضی صاحب نہایت خوش و خرم ہوئے۔ اس کو بڑی سنجیدگی سے مسلمان کیا۔ شکرانہ کے تمام مجلس نے نفل ادا کئے رات کو خوب ضیافت ہوئی۔

۱۸ مارچ تک مسلم یونیورسٹی کے وصول شدہ چندہ کی تعداد بیس لاکھ ہزار دو سو چوبیس روپیہ ہے۔

میرٹھ مین بھی نوچندی کے میلہ پر یونیورسٹی کے لئے چندہ کرنے ڈیپوٹیشن گیا تھا۔ تا بہ سو روپے وصول ہوا ہے۔

انتقال۔ مولوی احمد حسن صاحب امروہی مدرس امروہہ جو احمدیون غیر احمدیوں کے مباحثہ رامپور مین غیر احمدی فریق کے میر مجلس تھے۔ ۱۷ تاریخ کو فوت ہو گئے۔

میدان جنگ کی خبرین جو مصر للوبیہ کے خاص نامہ نگار نے لو رسال کین حسب ذیل ہین۔ ۲۰ فروری از کیمپ عثمانی درنہ۔ سپہ سالار اعظم انور بک نے مصری والنٹیر افسرون کے لئے جو سفارش ترقی کی تھی عثمانی وزارت جنگ نے بذریعہ تار برقی اس کی منظوری دیدی ہے۔ ملازم افسرون کو یوزباشی اور یوز باشیوں کو بکباشی کے عہدون پر ترقی دینے کے علاوہ یہ بھی حکم آیا ہے کہ ہر ایک مصری فوجی افسر کو جو میدان جنگ مین والنٹیری کے فرائض ادا کر رہا ہے۔ اس کے مقررہ مشاہرہ اور راشن کے علاوہ دس گنی ماہوار اس کے کنبہ کی مدد کے لئے بھی عطا کی جائین۔

ایطالی شب و روز لگاتار محنت سے ان مورچون کو پختہ بنا رہے ہین۔ جو مقامات بنغازی۔ درنہ۔ طبروق مین حال کے حملون مین منہدم کر دئے گئے تھے اب ایطالیوں نے بالکل مدافعت کا پہلو اختیار کر لیا ہے اور بیرونی چوکیون اور دشمن کا سراغ لگانے والے ہراولی دستون کا سلسلہ قطعاً موتوف کر دیا ہے۔

شہر درنہ کے ایطالی سپہ سالار نے وہان کے سنوسی خانقاہ کے شیخ کو سید سنوسی کی سالگرہ کی تقریب پر بہت سے تحائف اور کھانے پیش کئے تھے شیخ مذکور نے ان تمام چیزون کو واپس کر دیا اور کہا کہ دین اسکو قبول کرنے سے منع کرتا ہے یہ چیزین اس پر حرام ہے۔ ایطالی اس بات سے بہت برہم ہو رہے ہین۔

مراسلات

لالہ

گذشتہ سے پیوستہ

فریق مخالف اس کی نگاہ کے سامنے ہیچ ہوجاتے تھے۔ دوسری طرف دہیمدرام سنگہ دو ہزار راجپوتون کو ساتھہ لیکر احمد شاہ کے میمنہ کے ساتھہ لڑائی کر رہا ہے۔ اپنے مقابل کی فوج کو کاٹتا چھانٹتا لشکر کے قلب تک پہنچ گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہان احمد شاہ بذات خود فوج کی کمان کر رہا تھا۔ دوسری طرف سے راجہ پربت سنگہ بھی میسرہ کو دباتا ہوا وہین آپہنچا۔ اب لڑائی کا تمام زور قلب مین ہوگیا احمد شاہ کا لشکر بھی چارون طرف سے سمٹ سمٹا کر اسی جگہ جمع ہوگیا۔ ایسا قیامت خیز معرکہ ہوا کہ جدہر نگاہ کرو کشتون کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ اور زخمیون کے کراہنے کی صدائین سینون کے پار ہوئی جاتی تہین۔ راجہ کی فوج کا ہر ایک سپاہی اپنی جگہ پر لوہے کی لاٹہہ بنا ہوا تھا۔ لیکن اسلامی لشکر کی کثرت اور ان کی قواعد دانی کے سامنے وہ زیادہ دیر تک نہ ٹھیر سکے آخرکار آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے شروع ہوئے۔ مسلمانون نے جب دیکھا کہ ان کے حریفون کے پاؤن ڈگمگانے لگے ہین۔ انہون نے اپنی طاقت کو مجتمع کر کے یکبارگی ایک زور کا حملہ کردیا۔ اور ان کو دباتے دباتے قلعون کی دیوارون تک لے گئے۔ وہان پہنچ کر تہوڑی دیر کے واسطے راجپوتون کے پاؤن پھر جم گئے۔ مگر یہ جدل و قتال بہت جلد ختم ہوگیا۔ کیونکہ آفتاب دن بھر ہیبت ناک نظارہ دیکہتا ہوا۔ قعر مغرب مین جا لیٹا۔ رات کی تاریکی دم بدم بڑہنے لگی۔ اس نے اپنی سیاہ چادر کا پردہ ڈال کر دونون لشکرون مین بیچ بچاؤ کردیا طرفین کے بہادر صبح کے وعدے پر اپنی اپنی آرامگاہون مین سے چلے گئے۔ اس روز کی لڑائی مین تقریباً ڈہائی ہزار راجپوت اپنے راجہ کی عزت پر قربان ہوکر ملک عدم مین جا سوئے۔ اور زخمیون مین سے تین سو ایسے تھے۔ جو بالکل لڑائی کے کام کے نہین رہے تھے۔ اور دو سو ایسے تھے جن کے خفیف زخم آئے تھے۔ شاہی لشکر کے چار ہزار آدمی ہلاک اور دو سو زخمی ہوئے۔ لہذا ہنوز ہار جیت کا نام کوسون دور ہے۔

اس روز کی لڑائی سے احمد شاہ کو پوری طرح سے یقین ہوگیا۔ کہ قلعہ ایہور کی فتح کرنا اور لالہ کو اپنے قابو مین لانا کچہہ آسان بات نہین۔ لوہے کے چنے چبانے اور جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ راجپوت اس بہادری سے لڑین گے۔ تو ہرگز جنگ کا اعلان نہ کرتا۔ اگر اب صلح کا پیغام دیتا ہون۔ تو دار الخلافہ مین جا کر اپنی رعیت کو کیا منہ دکہاؤن گا۔ اور دشمنون کی نظرون مین میری وقعت دو کوڑی کی بھی نہ رہے گی۔ اتنا ادہیڑبن مین صبح کے پانچ بج گئے۔ اسلامی لشکر نے اٹھہ کر صبح کا دوگانہ ادا کیا۔ احمد شاہ نے بھی صبح کی نماز کے بعد نہایت تضرع و زاری سے خداوند کریم سے اپنی فتح کی دعا مانگی۔ اُدہر راجپوت جو رات کی دراز گھڑیاں تڑپ تڑپ کر نہایت بے چینی سے کاٹ رہے تھے۔ پوجاپاٹ سے فارغ ہوئے سورج کے نکلتے ہی دونو لشکر برابر ہو کر ایک دوسرے کے مقابلے مین ڈٹ گئے۔ آج پہل اسلامی لشکر کی طرف سے ہوئی۔ دونون طرف کے بہادرون نے خوب داد شجاعت دی۔ ہر طرف لاشون کے ڈہیر لگ گئے۔ خون کی ندیان بہ گئین۔ احمد شاہی لشکر کا ایک ایک سپاہی تلوار ہاتہہ مین لیکر میدان قضا مین پوری دلیری اور سپاہ گری کے ساتہہ دل مین یہ ٹھان کر لڑ رہا تھا۔ کہ یا تو مر ہی جائین گے یا میدان ہمارے ہی ہاتہہ رہے گا۔ آفتاب گردن اٹھا اٹھا کر مرے کٹے لاشون کے تڑپنے کا تماشہ دیکھہ رہا تھا۔ لڑائی زور پکڑ گئی۔ میدان جنگ خون سے سرخ ہوگیا۔ احمد شاہ نے حکم دیدیا۔ کہ توپ خانے لگا کر فوراً قلعہ پر گولہ باری شروع کردی جائے۔ اس حکم کے ملتے ہی قلعہ پر گولون کی بارش ہونے لگ گئی۔ یہ دیکھہ کر راجپوتون کے اوسان جاتے رہے۔ بدحواس ہوکر بھاگنا شروع کردیا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کر کے پربت سنگہ کے آدمیون کا کھلیان کردیا۔ اگر اس وقت راجپوت شہرپناہ کے دروازے بند کر کے محصور نہو جاتے۔ اور رات کی تاریکی نہ چہاجاتی۔ تو احمد شاہ نے قلعہ پر قبضہ کر ہی لیا تھا۔ پربت سنگہ کے جانباز سپاہی گھٹ گھٹا کر صرف پانچ سو باقی رہ گئے۔ اب اس کی بالکل آس ٹوٹ گئی۔ اب اسے یقین کامل ہوگیا۔ کہ مین کسی صورت سے دشمن کے مقابلے مین عہدہ برآ نہ ہوسکون گا۔ اس نے اپنے مٹھی بھر جانبازون کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی۔ اور سب کے سامنے بیان کیا۔ کہ میرے بہادرو۔ تم نے دو روز تک لڑائی لڑ کر اپنی تیغ آبدار کے وہ جوہر دکہائے کہ دشمنان کے چھکے چھوٹ گئے۔ مگر تمہاری تعداد دم بدم گھٹتی جاتی ہے۔ اور دشمن کو لگاتار مدد پہنچ رہی ہے۔ پانچ سو آدمیون سے ہرگز یہ امید نہین ہوسکتی۔ کہ وہ ہزارون کی تعداد پر غالب آسکین۔ کل کو اگر تم جیتے رہے۔ تو دیکھو گے۔ کہ دشمن تمہارے مال و اسباب پر قبضہ کرے گا۔ اور تمہاری عورتون اور لڑکیون کی بری طرح بے عزتی کرین گے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ آج رات جوہر کی رسم پوری کر کے صبح کو جردم تلوارین کھینچ کھینچ کر دشمنون پر جا پڑو اور بہادرانہ موت سے جان

دیکر ہمیشہ کے لئے اجل کے ہم آغوش ہوکر سو رہو۔ تاکہ تمہاری نسلین تم پر فخر کرین اور ہمارے قدم بہ قدم چلین۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ اسی وقت چتائین تیار کرائی گیئن۔ پہلے تمام مال و اسباب اور زر و جواہر اور قیمتی قیمتی زیور جس قدر تہا۔ سب ان مین ڈال دیا۔ پہر تمام عورتین اور لڑکیان ہر ہر اور رام رام کہتی ہوئین کود پڑین۔ آہ اس وقت کا نظارہ بہی کیسا ہیبت ناک تھا۔ جبکہ شعلے بلند ہو ہو کر آسمان کی خبر لا رہے تھے۔ ہر ایک روز حشر کے وعدے پر اپنے اپنے رشتہ دار و رفیق سے بڑے تپاک سے مل رہا تھا۔ غرض رات بہر مین سیکڑوں بال بچے اور عورتین اور لاکھون روپیہ کا مال و متاع جلکر خاک کا ڈھیر ہو گیا۔ اب صرف آدمی باقی رہ گئے۔ جو صبح کو اپنی تقدیر کا لکہا پورا کرین گے۔

جون تون کرکے انہون نے صبح کی۔ جب کچہ کچہ سپیدی نمودار ہونے لگی۔ تو راجہ اور اس کے ہمراہیون نے زعفرانی لباس زیب تن کیا۔ اور تلسی کے پتے تبرک کے طور خودون مین لگائے۔ سب کے سب قلعہ کے صدر دروازے مین جمع ہونے لگے۔ باہم ایک دوسرے سے اس طرح گلے مل رہے تھے۔ کہ گویا پہر ملنے کی آس نہین۔ راجہ سے لیکر ایک ادنے سپاہی تک تمام پیادہ پا تھے مگر کے واسطے راجہ کے سر پر ایک چہتر تھا۔ جو عموماً راجپوتون مین سرداری کی نشانی ہوا کرتی ہے۔ ان مین ہر ایک مرنے مارنے کے لئے کمر باندہے ہوئے تھا اور نہایت بیتابانہ سُرگ مین داخل ہونے کے واسطے تیار تھا۔ احمد شاہ کے خیمے کے گرداگرد اسلامی لشکر کے سپاہی کئی قطارون مین ایستادہ تھے اور ہر ایک قطار مٹی کے دلہون سے محفوظ کی گئی تہی۔ راجپوت قطارون کے اندر دررانہ گہستے چلے گئے۔ کاٹتے چہانٹتے احمد شاہ کے خیمے تک پہنچ گئے۔ احمد شاہ نے بہی فوراً شاہی ہاتہی پر سوار ہوکر اپنے آپ کو لڑنے کے قابل بنا لیا تہا۔ اور جوش دلانے والی باتون سے اپنے لشکر کے دل بڑہا رہا تھا۔ راجپوت بادشاہ تک پہنچنے کے واسطے اپنی پوری طاقت صرف کر رہے تھے۔ لیکن ان کی بڑہتی ہوئی رَو کو بادشاہ اور اس کے باڈی گارڈون نے ہٹا ہٹا دیا۔ جب ان مین سے ایک مر جاتا تھا۔ تو دوسرا اس کی جگہ سنبہال لیتا تھا۔ اطراف و جوانب کی قطارین مرکز مین جمع ہوگیئن۔ اس موقعہ پر اگر احمد شاہ کا اقبال یاوری نکرتا۔ تو رام سنگھ نے مار کر اس کا ڈھیر کر دیا ہوتا۔ وہ اپنی جان ہتیلی پر رکہکر بادشاہ کے ہاتہی کے نیچے گھس گیا۔ اور تلوار کے ایک ہی وار سے ہاتہی کا تنگ کاٹ ڈالا بادشاہ اور مہودہ دونون زمین پر آ رہے۔ رام سنگھ اور دو تین اَور راجپوت سپاہی اس کی طرف اس طرح لپکے۔ جس طرح بہوکا چیتا ہرن پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن احمد شاہ نے جلدی ہی اپنے آپ کو سنبہال لیا۔

تلوار ہاتہہ مین لیکر کچہ دیر تک اپنے بچاؤ کی کوشش کرتا رہا۔ استنے مین شاہی فوج کے بہت سے آدمی اکہٹے ہوگئے۔ اور بادشاہ بال بال بچ گیا۔ طرفین کے بہادر خوب جی توڑکر لڑے۔ مگر راجپوت آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے شروع ہوئے جتنے کہ جیسے آگے بڑہے تھے۔ اتنے ہی ہٹائے گئے۔ اسلامی لشکر نے چارون طرف سے جمع ہوکر ان کو گھیر لیا۔ انہون نے آپ کو دائرے کی شکل کہڑا کیا۔ اور مُردون کو اپنی آڑ بنایا۔ دم بدم ان کا دائرہ کم ہوتا جاتا تھا۔ ان کی تلواریں کند ہو گیئن۔ لگاتار پیہم حملون سے تہک تہک کر چور ہو گئے۔ اب زیادہ کوشش ان کی اس بات پر تہی۔ کہ اپنے آپ کو مسلمانون کے تیز حملون سے بچائین راجہ اور راجہ کے جانثار بہادر عین موت کے منہ مین تھے۔ صرف اس وقت کا انتظار تہا۔ جس وقت کا ملک الموت نے جان قبض کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پربت سنگھ بیچارا نہایت حسرت سے اپنے ہمراہیون کے چہرون کو تک رہا تہا۔ اور کانون سے زخمیون کے کراہنے اور چلانے کی دردناک آوازین سن رہا تھا۔ استنے مین ایک تیر سیدہا دشمن کی فوج سے آیا۔ اور راجہ کے سینے پر لگا۔ جس سے اس کا چہتر خاک مین مل گیا۔ اور خود بے جان ہوکر مُردون کے ڈھیر پر گر گیا۔ رام سنگھ نے بڑہ کر جہٹ اسکی جگہ سنبہال لی۔ اور نہایت تندی اور تیزی سے بڑہکر ایک سخت حملہ کیا۔ تاکہ اپنے باپ کا بدلہ لے مگر اس کی تلوار کند ہوگئی تہی۔ اور نیزہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس پر اس نے اپنے قد مقابل کو مار کر گرا دیا۔ اور اس کی تلوار چہین کر تین آدمیون کو قتل کیا۔ آخر کار خود بہی زخمی ہوکر گر گیا۔ جس سے لڑائی کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کے ساتھیون مین سے بہت سے مارے گئے۔ جو باقی بچے۔ وہ گرفتار ہو گئے۔ غرض قلعہ لہور کے تمام سورما بہادر اسی میدان کارزار مین کام آئے۔ انہون نے مخالفون پر ثابت کر دیا۔ کہ جب ان کی عزت پر آ بنتی ہے۔ تو مردانہ وار لڑکر جان دیدیتے ہین۔ لیکن غلام نہین بنائے جا سکتے۔

اسلامی لشکر نے لہور فتح کرنے کو تو کر لیا۔ لیکن یہ فتح ان کو نہایت مہنگی پڑی پانچ ہزار راجپوتون کے مقابلہ مین سات ہزار مسلمانون کا خون ہوا۔ احمد شاہ نے اس فتح کے شکریے مین دو رکعت نماز پڑہین۔ اور خوش و خرم قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ اپنی پیاری لالہ کے دیدار سے دل کو تر و تازگی بخشے تمام راستہ لاشون سے اٹا ہوا تھا۔ سڑاند کی تیز بدبو دماغ مین گھسی جاتی تہی۔ اس عبرتناک نظارے کو دیکہکر اس کا دل بہت متاثر ہوا۔ مگر کیا کرتا۔ وہ بہی اپنے دل کے ہاتہون مجبور تہا۔ جب اس نے قلعے کے اندرونی میدان مین جاکر قدم رکہا تو وہان اور بہی بہیانک اور دل دہلا دینے والا منظر نظر پڑا۔ یعنی جابجا راکہہ کے ڈھیر لگے ہوئے ہین۔ اور نیم سوختہ عورتون کی لاشین

اور بیچے ہوئے زر و جواہرات کے ڈہیر جون کے تون پڑے ہین۔ اس کی تمام امیدون پر پانی پہر گیا۔ اور دنیا کی بے ثباتی کا فوٹو اس کی آنکھون کے سامنے کھنچ گیا۔ ایسا دہاڑین مار مار کر رویا۔ کہ ہچکی بندہ گئی۔ اور دیر تک یہی عالم رہا۔ اس کی گریہ و زاری مع زیادہ لالہ کے لئے تہی۔ جس کے حاصل کرنے مین ہزارہا آدمیون کا خون ہوا۔ اور پہر بہی لاحاصل ثابت ہوئی۔ قریب تھا۔ کہ وہ ہی خنجر کو سینے مین بہونک کر راکہہ کے ڈہیر پہ اپنی جان دیدے۔ کہ اتنے مین ایک شخص نے آکر بیان کیا۔ کہ لالہ زندہ ہے۔ وہ چتا مین جلائی نہین گئی بلکہ پربت سنگہ نے مجاہرہ سے پہلے ہی اسے اپنے ایک دوست کے ہان بھیج دیا تھا۔ یہ سنکر احمد شاہ کا چہرہ مارے خوشی کے بشاش ہوگیا۔ اس کی زعفرانی رنگت سرخ ہوگئی۔ اسے پہر اپنی آرزوئین سرسبز ہوتی نظر آئین۔ لالہ کو بھی معلوم ہوگیا۔ کہ بادشاہ کو میرے زندہ رہنے کا پتہ لگ گیا ہے۔ اس نے اپنے محسن ولی سے کہا۔ کہ آپ میری خاطر لڑکر اپنی جان نہ دین۔ مین بادشاہ سے شادی کرنے پر رضامند ہون۔ راجپوتون نے اس لڑکی کو لعنت ملامت کی۔ اور کہا۔ کہ اے بے عزت لڑکی تو ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ جس نے تیرے باپ اور بہائیون کے خون سے اپنے ہاتہہ سرخ کئے علاوہ جس نے ہماری قوم کو تباہ کر دیا۔ مگر اس ضدن راجپوت لڑکی نے کسی کی نہ سنی۔ شادی کا پیغام دے ہی دیا۔ اور یہ طے پایا۔ کہ سلور لیک کے کنارے پر جاکر تمام شادی کے رسومات ادا کئے جاوین۔ اور ایک اعلےٰ پیمانہ پر مہانداری کی جائے۔ اس نے عام اعلان دیدیا۔ کہ میری سلطنت کا ہر ایک آدمی بلاتفریق مذہب دو روز تک شاہی مہمان رہیگا۔ اس کا اس شادی سے یہ ہی مطلب تھا۔ کہ ہندو مسلمانون کو جو کہ دو عنصر ہین۔ دونو کو ملاکر ایک متحدہ سلطنت پر حکومت کر سکے۔ اس لئے اس نے باغیون کو معافی نامے کے خط روانہ کر دیئے اور دشمنون کی طرف سے دل صاف کر لیا۔ تاریخ معینہ پر جوق جوق آدمی چارون طرف سے آنے شروع ہوگئے۔ سلور لیک کے کنارے پر اس کثرت سے لوگون کا اژدہام ہوا۔ کہ تل رکھنے کو جگہ خالی نہ تہی۔ ذرا احمد شاہ کے چہرے کی طرف نگاہ کرکے دیکھو۔ کیسا پھول کی طرح کھلا ہوا ہے کیون نہ ہو۔ آج اسے لالہ جیسی خوبصورت لڑکی کی خاوندی کا فخر حاصل ہوگا دولہا دولہن دونو پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہین۔ دونون کی گردنون مین شادی کے ہار لٹک رہے ہین۔ خوبصورت لالہ نہایت عمدہ ریشمی کپڑے پہنے زیب تن اور جواہرات کے زیورون سے لدی پھندی بیٹھی ہے۔ دولہا نے بہی نہایت قیمتی زر دوزی کا جوڑا پہنا۔ جو تحفتاً صبح کو لالہ نے راجپوتی رسم

کے موجب بھیجا تھا۔ اس وقت تمام بڑے بڑے راجے۔ مہاراجے اور شاہزادے احمد شاہ کو رشک کی نظر سے دیکھہ رہے تھے۔ شادی کی تمام رسومات باہمی معاہدہ کی رو سے ہندوانی طریق پر ادا کی گئین۔ جب تمام کامون سے فراغت ہوچکی۔ لالہ شرمیلی ادا سے اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور اپنے خاوند کا ہاتہہ پکڑ کر محل کے بالاخانہ پر لے گئی۔ یہ کہکر۔ کہ حضور بلند مکان پر کھڑے ہوکر اپنے دیدار فیض آثار سے اپنی رعیت اپنے دوستون اور اپنے نمک خوارون کو مشرف فرماوین۔ آہ! وہ نظارہ بہی کیسا عبرت ناک تھا۔ جبکہ تمام تماشائیون نے بادشاہ کے کپڑون مین سے آگ کے شعلے نکلتے ہوئے دیکھے جنہون نے آناً فاناً مین بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ہرچند بادشاہ نے شعلون کے بجھانے مین کوشش کی۔ مگر تمام بے سود۔ پہر خود بہی سلور لیک کے گہرے پانی مین کود پڑی۔ اور ہمیشہ کے واسطے لہرون کے ساتہہ ہم آغوش ہوکر سوگئی۔

شاید ہمارے ناظرین اس خطرناک نتیجہ کی علت معلوم کرنے کی فکر مین ہون گے۔ ہم نہین چاہتے کہ زیادہ دیر تک اس راز کو سربستہ رکھکر ان کی بے چینی کو بڑہادین۔ بات دراصل یہ تہی۔ کہ لالہ نے عروسی جوڑے کو زہر مین تر کرکے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا۔ اس مین یہ خاصیت تہی۔ کہ سورج کی شعاعین پڑتے ہی آگ کے شعلے نکلنے لگتے ہین۔ پس اسطرح سے اس چالاک اور ہوشیار ہندو لڑکی نے بادشاہ کی جان لیکر اپنے باپ اور بہائیون کے خون کا انتقام لیا۔ بعد ازان اس نے بہی اپنے خاوند پہ قربان ہوکر ستی کی رسم کو پورا کر دیا۔ اور اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے۔ اپنی یادگار چھوڑ گئی۔ فقط

امانت علی خان

اہلحدیث کی شاعری

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الحق دام عنایتکم۔ پس از سلام مسنون گذارش ہے۔ کہ اخبار اہلحدیث ایک پرانا اخبار ہے۔ جو نو برس سے جاری ہے۔ اور اس کے فاضل ایڈیٹر محض اپنی ہی جماعت مین قابل فخر نہین ہین بلکہ ~~[illegible]~~ خدمات کا بالعموم بہی ادا کرنا انہون نے اپنے ذمہ مین لیا ہے۔ اور اس بنا پر وہ تمام اسلامی دنیا پر اپنی عظمت کرانے کی استحقاق کو قائم کرتے ہین۔ مین ان کی عزت کرتا ہون۔ وہ اپنے لیکچر اور وعظ مین ہمیشہ ثابت کرتے ہین کہ شاعری کا انکو صحیح مذاق ہے اور اشعار کے در آمد سے اپنی تقریر کو زینت دیا کرتے ہین۔

الجدیث کے ایک پرچہ مین اونہون نے قادیانی مشاعرہ کی سرخی سے جو حضرت حکیم صاحب مدظلہ نے اپنے ایک بدایونی مہمان کی خاطر سے منعقد کیا تھا ۔ اوس بدایونی شاعر پر پھبتیان اوڑائی تھین جس کو اون کے اخبار کے مقاصد سے کوئی غرض نہ تھی ۔ آج الجدیث نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مین **ترانۂ توحید** پر ہماری نظر پڑی اور ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اس ترانہ کے شاعری پر فاضل ایڈیٹر سے کچھہ دریافت کرین ۔ یون تو کل کا کل ترانہ سننے کے قابل ہے مگر ہم تھوڑا سا التماس کرتے ہین ۔ امید ہے کہ آپ الحق مین شایع فرماکر ہمکو ممنون کرین گے ۔

سطر ۱ وہی عاقل ہے دنیا مین جو اپنے کو فنا جانے
یہ تھوڑی زندگانی کو یہ مثل بلبلا جانے

بلبلا ۔ سبحان اللہ کیا فصیح لفظ ہے لیکن یہ ہندی ہے اور اس کو فارسی ترکیب مین جکڑنا ایسے ہی شاعر کا کام ہے ۔ ایڈیٹر صاحب الجدیث بہ مثل کی اضافت بلبلا کی طرف کس طور پر ثابت کر سکتے ہین ۔

سطر ۲ بجز ذات الٰہی غیر کو مشکلکشا جانے
اوسی کو ابتدا جانے اوسیکو انتہا جانے

دوسرے مصرعہ مین ذات الٰہی کو ابتدا اور انتہا جاننے سے پہلے مصرعہ کا کیا ثبوت ہوا جواب عنایت ہو ۔

سطر ۳ ستون دین قرآن وحدیث مصطفے جانے
ہمیشہ شرک وبدعت کو گویا قہر خدا جانے

گیا (گویا) کو ملاحظہ کیجیے ۔ سبحان اللہ

سطر ۴ خدا کے ہین سبھی محتاج کوئی کچھہ نہ دے سکتا
یہہ نادانی ہے جو محتاج کو مشکلکشا جانے

پہلا مصرعہ کس قدر فصیح ہے ۔ اور کچھہ نہ دے سکتا بغیر (دے ہے) علامت خبر کیا ہی بھلا معلوم ہوتا ہے ۔

سطر ۵ نہ یہ شان مسلمان ہو جو دین اسلام کے اندر
نئی رسمین نکالے اور وہ اوسکو بھلا جانے

دین اسلام مین نون کا اخفا اور رنگ اضافت مصرعہ کی بندش کو اعلی معراج پر پہونچایا ہے ۔

سطر ۶ نہ ثابت ہے کہیں مولودخوانی تعزیہ داری
ہو کیسے مسلمان تم یہ جو کرتے ہو خدا جانے

مثل تمان کو ملاحظہ کیجیے ۔

مفید پنجگانہ اور جو اعمال خالص ہین
وہی اپنے کو گویا وارث جنت سدا جانے

مفید پنجگانہ ۔ اے سبحان اللہ شعر مین ٹہونسنے سے رہگیا مفید صلوۃ پنجگانہ سے مطلب ہے ۔ اور جو اعمال خالص ہین ۔ این چہ جو صاحب اعمال خالص ہین ۔ پہر شعر گفتن چہ ضرور بہر شعر کی فصاحت وبلاغت کے ساتھہ ہین کو پہلے مصرعہ مین دیکھیے اور دوسرے مصرعہ کا فعل (جانے) وحدہ بھی خالی از تفریح نہین ہے ۔ مرحبا

اس قسم کی آہد گیری اور پھر ایسے شعرا کی بابت کچھہ ضروری نہین ہے ۔ الجدیث مین بالعموم ایسا ہی کلام شایع ہوتا رہا ہے لیکن فاضل ایڈیٹر کے ادعائے شعر وسخن پر نظر کر کر ہم سے ضبط نہ ہو سکا ۔ وہ جس اسکیل سے دوسرون کی پیمائش کرتے ہین ۔ اوسی پیمانہ سے اپنی آپ کو بھی ناپنا چاہیے ۔ ایسی نظم کی اشاعت نہ پڑہنے والے پر کوئی اثر کر سکتی ہے اور نہ اخبار کی عزت کا باعث ہے ۔ بلکہ خریدارون کا نقصان ہے ایڈیٹر صاحب اپنے دوست حضرت شوکت مجدد والسنہ سے مشورہ فرماکر جواب عنایت فرمائین ۔

راقم عبدالکریم از بدایون

الحق ۔ معزز نامہ نگار کا ایڈیٹر الجدیث کی متعلق محض حسن ظن ہے ورنہ شعرگوئی تو کیا شعرخوانی

شیخ محمد یوسف صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحق دہلی السلام علیکم ۔ سات ایک کھلی چٹھی جو میرے نام منشی محمد یوسف صاحب کی لکھی ہوئی ہے ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء کے پرچہ مین چھاپی ہے اس مین سراسر لغو بیانی سے کام لیا گیا ہے اسلیے جواباً ملتمس ہون کہ ۔

میرے ایمان کے مطابق گائے کا گوشت کہانا فرض اسلام سے نہین ۔ مجھے گائے کی کشی سے جو محض ضد کی وجہ سے فروغ پاچکی ہے کروڑہا بندگان خدا کا بیڑہ غرق ہوتا نظر آتا ہے ۔ اس لیے مین کوشش کرتا ہون کہ اس تباہ کن سلسلے کو بند کیا جائے ۔

از روے فرقان حمید گائے حلال ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس کا دودہ پی سکتے ہین مگر اس کے گوشت کے استعمال سے اور نیز خود ہمارے

سیدنا و آقائی و روحی فداہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس کے گوشت کو مرض کہہ کر نفرت دلائی ہے۔ چند احادیث بغرض تصدیق ارسال خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرماکر اس چٹھی کی تردید فرمائیں۔

گائے کو جو شخص حرام کہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا مگر نہ معلوم منشی صاحب موصوف کو اس قسم کا بہتان باندھنے سے کیا حاصل ہوا۔ میں نے صرف احادیث رسول کی بنیاد پر یہ کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ گائے کا گوشت کھانا ضروری نہیں بلکہ ایک بڑی حد تک باعث امراض پیدا کر دینے کے ممنوع ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس خیال کا صرف میں ہی اکیلا مسلمان نہیں ہوں بلکہ بڑے بڑے ذمہ دار لوگ بھی ہیں۔ امیر حبیب اللہ خان والئے کابل کا ارشاد دہلی میں جو عین عید قربانی کے دن گائے کی قربانی سے منع فرمانے کے متعلق تھا۔ جناب کو بھی یاد ہوگا۔ چند شہادتیں جو بزرگ ترین مسلمانوں کی ہیں ارسال کرتا ہوں ان کو بھی پڑھ لیجئے۔ نیاز مند قومی شاعر حکیم اسد یار خان ایڈیٹر رسالہ حامی البقر بازار حکیمان لاہور

الحق۔ آپکی پیش کردہ احادیث کا جواب انشاء اللہ دیا جائیگا۔ اور شیخ محمد یوسف صاحب کا جواب الجواب بھی خدمت عالی میں پہونچیگا۔ ایڈیٹر

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے مزید اضافہ انعام

مخدومی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب نے جو ۱۶ فروری سنہ کے الحق میں مولوی ثناء اللہ صاحب مصنوعی شیر پنجاب کو بدین مضمون چیلنج دیا تھا۔ کہ تم جو ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ پر بذریعہ اہلحدیث اپنی بیہودیت کا ثبوت دیتے رہتے ہو خصوصاً "آخری فیصلہ" دار الامان والے کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ مقام لدھیانہ میں ایک مباحثہ شرائط مرقومہ کی ماتحت کر لو خدا نخواستہ اگر تم کامیاب ہوئے تو ہم مبلغ ایکسو روپیہ انعام دینگے۔ افسوس بجائے اس کے کہ مولوی صاحب چیلنج قبول کر کے اپنی صفائی پبلک میں ظاہر کرتے یکم مارچ کے اہلحدیث میں عجیب پیچ در پیچ سے راہ گریز اختیار کی ہے۔ اس پر ہمارے ایک معزز برادر منشی محمد عمر الدین صاحب احمدی نے مبلغ پچاس روپے کا اضافہ بھی کیا ہے کہ شاید مولوی صاحب لالچ میں آکر ہی مقابلہ پر آجاویں۔ اگرچہ مبلغ ڈیڑھ سو روپے کا مقررہ انعام مولوی صاحب کی پوزیشن سے بہت زیادہ ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس میں مزید اضافہ کر کے اون کی پوزیشن کو خراب کروں مگر چونکہ مجھکو مولوی صاحب سے اک خاص ہمدردی ہے کیونکہ مولوی صاحب ہی میرے احمدی ہونیکا باعث ہوئے ہیں اس احسان کے معاوضہ میں اکثر مولوی صاحب کے لئے دعاء خیر کرنی چاہی مگر جونہی دعاء کا ارادہ کیا جاتا ہے فوراً القاء الٰہی ہوتا ہے کہ خبردار یہ شخص بڑا ظالم ہے ظالم کے لئے دعاء خیر کرنی بالکل بے سود ہے کیونکہ ہم نے اپنی قانون کی کتاب میں لکھدیا ہے۔ الذین کذبوا بآیات اللّٰہ واللّٰہ لا یہدی القوم الظالمین یعنے جو ہماری باتوں کو جھٹلایا کرتے ہیں اون کو ہم ہدایت نہیں کیا کرتے کیونکہ وہ ظالم ہیں بے انصاف ہیں اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

سال گذشتہ میں از راہ ہمدردی مولوی صاحب کو اک خط لکھا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ آپ ایسے سفید جھوٹ سے اہلحدیث کا منہ سیاہ نہ کیا کریں نتیجہ خراب ہوگا۔ بجائے اس کے کہ مولوی صاحب میری مشفقانہ نصیحت پر عمل کرتے اوس خط پر اک نوٹ لکھکر واپس کر دیا کہ اس کو کسی اپنے اخبار میں شایع کرا دو پھر ہم جواب دینگے۔ چنانچہ حسب خواہش میں نے اوس کو بدر میں شایع کرا دیا تھا۔ اُس کا جو کچھ جواب مولوی صاحب نے دیا تھا وہ ایسا بیہودہ اور لغو تھا جس کا جواب الجواب بے فائدہ سمجھا۔ چونکہ دو سال کے تجربہ سے مجھے یہ ثابت ہوا ہے کہ مولوی صاحب کے اکثر مضامین مغالطہ آمیز سے جو لوگ قوت فیصلہ نہیں رکھتے۔ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس لئے میں بجان و دل چیلنج مذکورہ بالا میں اک مزید اضافہ مبلغ اک سو ایک روپیہ کا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب اپنے دعاوے میں راستی پر ہیں تو انعام مقررہ حاصل کریں ورنہ خدا کی لعنت سے اپنے آپ کو بچائیں اور آیندہ سے یصدون عن سبیل اللّٰہ کے مصداق نہ بنیں۔

ایچ۔ ایم۔ عبد المجید احمدی۔ کمرشیل ہوس کوہ منصوری ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

از نتائج طبع جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب احمدی سابق ایڈیٹر المنصور دہلی حال ایڈیٹر

نور دین ہے جو منور دل انساں رہے | دور اس نور کی برکات سے شیطان رہے
نور قرآن سے منور دل انسان رہے | لب پہ آیات ہوں اور سینہ میں قرآن رہے
دین اسلام پہ ثابت قدم انسان رہے | حامی دین رہے حافظ قرآن رہے

دین کے کام کو دنیا پہ مقدم سمجھے
نور قرآن سے نہیں جنکا ہوا دل روشن
مومنوں کوئی جو ان ملتی ہی پڑھ کر قرآن
رہنما ہمنے نہ پایا کوئی قرآن کے سوا
ہمتو دنیا کے مذاہب میں بہت ڈھونڈھ پھرے
جب سے قرآن نے بتایا ہی ہمین نیرا پتا
شرک و تثلیث کا ہر سو ہے طلاطم بیحد
پڑھ کے قرآن بجدا نوڑا طلسم دجال
سچ جو پوچھو تو ہے دنیا مین اسکو راحت
تونے دکھلا کے جھلک چھوڑا ہی بسمل پیارے
وہ جھلک تیری نظر آئے کر پیارے مجھکو
سورۂ نور کا کتبہ ہو مری تربت پر
قبر پر آیت قرآن کا نوشتہ ہو ضرور

خوب ہو ائی یہ جو تا بہ قدم انسان رہے
عمر سب غفلت مین کھو یا گئے ناداں رہے
جان جائے تو بلا سے مگر ایمان رہے
مدت اس فکر مین سرگشتہ و حیران رہے
اس کو پایا نہیں جسکے لئے حیران رہے
ہم بھی قرآن پہ سو جان سے قربان رہے
آج توحید کا اللہ نگہبان رہے
مومنوں کا بھی قرآن نگہبان رہے
عشق محبوب حقیقی مین جو حیران رہے
دلمین حسرت ہی میرے سینہ مین قرآن رہے
خواہش حور نہ کچھ خواہش غلمان مجھے
جلوہ نور الہی کا یہ سامان رہے
تا کو نکران بھی وہان حافظ قرآن رہے

جنگ تحقیق مذاہب کا ہی ہر سو مولا
کاش منصور نصرت کا تجھی دھیان رہے

مؤتمر الانصار دیوبند کا سالانہ جلسہ

میرٹھ مین

جمعیتہ الانصار یعنی مدرسہ عالیہ دیوبند کے پرانے طلبہ اور اُن کے ہم خیال اور ہمدرد اہل علم کی جماعت "جس کا مقصد اعلی مدرسہ عالیہ دیوبند کو ایک مکمل دار العلوم بنانا اور اس کی مختلف الانواع شاخین تمام ملک مین پھیلانا ہے" اس کا جلسہ علیہ جس مین (الف) قرآن مجید و حدیث شریف کے اسرار و لطائف بیان ہون (ب) اصلاح عقائد و اخلاق و اعمال کے متعلق علمی مضامین پڑھے جائین (ج) مسلمانونکے مذہبی علوم و معارف کی حفاظت و اشاعت کے وسائل پر عموماً اور مدارس و مساجد کی اصلاح و عمارت پر خصوصاً بحث و مشورہ ہو (د) ان تجاویز پر عمل کرنے کا تہیہ کیا جائے" امسال بتاریخ ۷ و ۸ اپریل ۱۹۱۲ء بروز شنبہ یکشنبہ دوشنبہ میرٹھ مین منعقد ہونا قرار پایا

خاکسار

عبد السمیع ناظم جمعیتہ الانصار

منقولات

زمیندار سے ضمانت

جب پریس ایکٹ پاس ہوا تھا تو اسلامی پریس نے اس کی پرزور تائید کی تھی خیال یہ تھا۔ کہ اسلامی پریس نائل ہے وہ اس کے دائرہ اثر سے خارج رہے گا۔ اور اس ایکٹ کا سارا زلہ بعض یگانت جیسے بنگالی اخبارات پر ہی گرنے لگا۔ مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ کہ آج تک زیادہ تر اسلامی اخبارات ہی اس کا شکار ہوئے ہین۔ الحق سے ۱۰۰۰ الہدایت سے ۲۰۰۰ ایڈورڈ گزٹ سے ۵۰۰۰ اور شحنہ ہند سے پہلے ۲ ہزار مجدد سے پہلے ۲ ہزار پنج بہادر سے ۵۰۰ اور یہ ضبط ہوکر پھر ۳۰۰۰ کی ضمانت طلب ہوئی اور زیادہ تر افسوس یہ ہے۔ کہ سوائے الحق کے کوئی اسلامی اخبار یہ ضرب برداشت نہیں کر سکا اب زمیندار کے مالک سے ہفتہ وار زمیندار کے لئے ایک ہزار اور روزانہ زمیندار کے لئے ایک ہزار یعنے دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے زمیندار کا ایڈیٹر طلبی ضمانت پر اسی طرح حیرت ظاہر کر رہا ہے۔ جس طرح کہ پہلے اخبارات کے ایڈیٹر کر چکے ہین۔ زمیندار کا مالک مطلوبہ ضمانت داخل کر دے گا۔ اب ضرورت ہے اس امر کی۔ کہ مسلمان اپنے موجودہ پریس کی حالت پر غور کرین۔ اور اسقدر ضمانت کی طلبیون سے جو بہ نما دھبہ قوم کے دامن شہرت پر لگ گیا ہے اس کو دور کرنے کی فکر اور تدبیر کرین۔ سب سے ضروری امر یہ ہے۔ کہ پہلے معلوم کیا جائے کہ اسلامی اخبارات مین وہ کونسا نقص ہے جو ان کو پریس ایکٹ کے پھندے مین پھنسا دیتا ہے۔ اور اب شیوۂ دانشمندی یہ ہے کہ اس نقص کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اسلامی پریس محفوظ و مصئون ہو جائے۔ بہر حال قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے پریس کی حفاظت کا کافی سامان اور انتظام کرے۔ اگر اسی طرح آئے دن اسلامی اخبارات سے ضمانتیں طلب ہوتی رہین تو وہ کس کس کو چندے کر کے دیگی۔ (ملت)

اصول کا سوال قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

اخبار زمیندار کے مالک و پبلشر مولوی ظفر علی خان کو ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کی طرف سے حکم پہنچا ہے کہ وہ ۱۵ روز کے اندر ہزار ہزار روپے کی دو ضمانتیں داخل کرین۔ ضمانت کے داخلہ کا حکم اور مولوی

ظفر علی خان کا جواب آج کے اخبار مین کسی دوسری جگہ مفصل درج کیا گیا ہے۔ حکم کا لب لباب یہ ہے کہ (۱) ایک ہزار روپے کی ضمانت ہفتہ وار زمیندار سے متعلق داخل کی جائے۔ کیونکہ پچھلے سال جب اس کے پبلشر نے اپنے اخبار کو کرم آباد سے لاہور مین تبدیل کیا تو اس وقت اس سے ضمانت اس بنا پر نہین لی گئی تھی۔ کہ اخبار پرانا ہے اور اس مین صرف زمینداری مضامین چھپتے ہین۔ لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی رائے مین زمیندار کی روش بدلکر پولٹیکل ہوگئی ہے اور حال مین اس مین چند نہایت قابل اعتراض اور غیر معتدل مضامین نکلے ہین۔ اس لئے اس سے ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی جاتی ہے (۲) روزانہ زمیندار سے بھی ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی جاتی ہے۔ اور وہ اس لئے کہ گزشتہ سال جنگ اٹلی و ٹرکی کے آغاز پر زمیندار کے پبلشر نے ہفتہ وار زمیندار کا ایک ضمیمہ شائع کرنے کی اجازت مانگی اور اقرار کیا کہ اس روزانہ ضمیمہ مین صرف جنگ کی خبرین اور جنگ کے متعلق مضامین چھاپے جائین گے۔ لیکن اب اس اخبار مین ہر قسم کے مضامین شایع ہوتے ہین۔ جس سے اس نے ہفتہ وار زمیندار سے ایک بالکل جداگانہ اخبار کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ اس لئے اخبار کا نیا ڈیکلریشن داخل ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی رائے مین روزانہ زمیندار کے پچھلے پرچون کا تجربہ شاہد ہے۔ کہ اس کی پالیسی قابل اعتراض اور اس کا لہجہ سخت ہے۔ اس لئے نیا ڈیکلریشن داخل کرنے پر پبلشر کو ایک ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرنی ہوگی"۔ یہ لب لباب اس حکم کا ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر کی طرف سے داخلہ ضمانت کے متعلق پبلشر زمیندار کے نام پہنچا ہے۔ میرے خیال مین یہ ایک ایسا حکم ہے جس پر وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے۔ ہفتہ وار زمیندار سے جو ضمانت طلب کی گئی ہے۔ وہ ان تمام ضمانتون سے جو آجتک پنجاب کے اخبارات الحق۔ الہدایت۔ المجدد۔ ایڈووکیٹ۔ جھنگ سیال۔ اور رہنما سے مانگی گئی ہین۔ اس لحاظ سے بالکل جداگانہ اور نرالی ہے۔ اول الذکر حالتون مین ضمانت کا حکم گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے اور زمیندار کی حالت مین مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے صادر ہوا ہے۔ گورنمنٹ نے آج تک جن اخبارون سے ضمانت طلب کی ہے ان سب کو بتایا ہے کہ کن مضامین کی بنا پر ان سے ضمانت طلب کی جاتی ہے۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے ہفتہ وار زمیندار سے ضمانت طلب کرتے وقت ان مضامین کی جنہین وہ قابل اعتراض سمجھتے ہین۔ توضیح کرنی ضرور نہین سمجھی۔ اخبار نویس عام طور پر قانون اخبارات کا منشا جس کے رو سے یہ ضمانت مانگی گئی ہے یہ سمجھتے رہے ہین کہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا تعلق کسی اخبار سے ضمانت مانگنے کے سوال کے ساتھ اس وقت قطع ہوجاتا ہے۔ جبکہ وہ اخبار جاری ہوجائے۔ جاری ہونے سے پیشتر تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ جس قدر ضمانت دو ہزار کے اندر اندر چاہے طلب کرلے۔ مگر اخبار کے جاری ہونے کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس بنا پر کہ اخبار کا لہجہ سخت ہے یا کسی اور بنا پر ضمانت کو بڑھا نہین سکتا۔ یہ کام گورنمنٹ کا ہے۔ کہ وہ اس اخبار کے جاری ہوچکنے کے بعد اس کے سخت لہجہ کی بنا پر اس سے ضمانت مانگنے یا نہ مانگنے کے سوال کا فیصلہ کرے۔ اخبار زمیندار کی حالت مین اس اصول سے انحراف کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ لاہور کے اکثر اخبار نویسون کا خیال ہے کہ ہفتہ وار زمیندار سے ضمانت طلب کرنے کا حق صرف گورنمنٹ پنجاب کو حاصل ہے۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب لاہور اپنے اختیار سے ضمانت طلب کرنے مین حق بجانب نہین ہین۔ اس کے بعد روزانہ زمیندار سے ضمانت طلب کرنے کا سوال ہے۔ سوال اصول کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی اخبار ہفتہ وار سے ہفتہ مین دو بار یا روزانہ چھپنے لگے۔ تو کیا اس سے ضمانت لی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر "ہندوستان" کو ہفتہ مین دو بار کیا جائے تو کیا "ہندوستان" کے پبلشر سے ضمانت لی جائیگی۔ پچھلے دنون رسالہ اندر ماہوار سے ہفتہ وار ہوا ہے۔ لیکن اس سے ضمانت نہین لی گئی۔ لہذا اس معاملہ پر روشنی پڑنی چاہیئے کہ کسی اخبار کی اشاعت کا دن یا اشاعت کی تعداد بدلنے سے کیا اس کا پبلشر از سر نو ضمانت داخل کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے جو اپنے اندر بڑی بھاری اصولی اہمیت رکھتا ہے۔ آخر مین ہفتہ وار زمیندار سے ضمانت طلب کئے جانے کے حکم کے متعلق دوبارہ بڑے زور سے مگر ادب کے ساتھ یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عام اخبار نویسون کا خیال ہے کہ یہ حکم حضور لاٹ صاحب پنجاب کے ہاتھون ترمیم کا مستحق ہے۔ کیونکہ قانون اخبارات سنہ ۱۹۱۰ء کے رو سے کسی اخبار کے مضامین کو قابل اعتراض قرار دینے اور ضمانت طلب کرنے کا حق صرف گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ نہ کہ مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو۔

(ہندوستان)

پریس کی مشکلات

جس دن سے نیا پریس ایکٹ پاس ہوا ہے۔ اخبار اور پریس کے سر پر مصیبتون کا ایک آسمان ٹوٹ پڑا ہے۔ اخبار اور پریس کا صرف جاری کرنا بلکہ چلانا اور ساتھ ہی پریس کی آزادی اور آبرو کو سنبھالنا سخت مشکل ہو رہا ہے۔ اس پر بھی صاحبان ضلع اگر قانون کا اطلاق پوری طاقت اور سختی سے کرنے لگین تو

ہوئے کا مارنا ہے۔ اور سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ نئے قانون نے صاحبان ضلع کو اول تو اختیارات لامحدود دیدیئے ہیں۔ دوسرے قانون مذکور میں بعض نکات ایسے باریک اور پیچیدہ ہیں کہ ان کے سمجھنے اور حل کرنے میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے اور صاحبان ضلع کی ذراسی لاپروائی اہل اخبار اور مطابع کے لئے وبال جان ہو سکتی ہے۔ ان نکات کے حل کرنے سے نہ صرف صاحبان ضلع ہی اب تک لاپرواہ رہے ہیں۔ بلکہ اہل اخبارات و مطابع نے بھی کوئی مناسب کوشش نہیں کی حالانکہ ایکٹ پاس ہونے پر ہر ایک مطبع اور اخبار والے کا عین فرض اور پورا حق تھا۔ کہ ہر ایک پہلو پر بحث کر کے قانون مذکور کی توضیح و تشریح کرانے کی کوشش کرتا۔ مگر وہ لوگ اس فرض سے بالکل غافل رہے ہیں۔ ایک کی آفت کو دوسرے نے محسوس نہیں کیا اور جس پر پڑی اس نے اکیلے جھیلی ہے نتیجہ جو ہوا وہ سامنے ہے باری باری اہل اخبار پریس ایکٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور معلوم نہیں کس کی کس دن باری آجائے اب بھی وقت ہے کہ اہل اخبار دوسرے کی موت پر اپنی موت کا احساس کریں۔ اور پریس کے شریف ترین پیشہ کو ان خطرات سے بچانے کی کوشش کریں۔ جو بصورت دیگر یکے بعد دیگرے سب کو دھمکا رہے ہیں۔ (ہمدم)

شعر ہائے ما بالمعنی زمیندار کی خوش آمد

"زمیندار" شروع سے لے کر آج تک گورنمنٹ انگریزی کا ثنا خوان رہا اس کی برکتوں کے گن گاتے ہیں اپنا پورا زور قلم صرف کرتا رہا تاج برطانیہ کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتے وقت ادب آمیز ارادت و عقیدت کا کوئی ایسا کلمہ نہ تھا۔ جو اس نے برتا ہو۔ نثر میں تو "زمیندار" نے وفاداری جانثاری اور عقیدتمندی کے جذبات کے دریا بہا دیئے ہیں اور کوئی پرچہ ایسا نہ ہوگا۔ جس میں مسلمانوں کے دلوں کو برطانیہ کی محبت کی شراب میں غوطہ دینے کی کوشش نہ کی گئی ہو لیکن نظم میں بھی جو لٹریچر اس نے اس صنف میں شایع کیا ہے۔ وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ لوگ قصائد کہتے ہیں کسی صلہ کی تمنا میں خوشامد کرتے ہیں انعام واکرام۔ یہ ملاں ہے نے خطاب و اعزاز پانے نام و نمود حاصل کرنے کی توقع میں اور تو اور فیضی تک نے خدا کی تعریف کر کے اس امید پر کہ آسمان سے فرشتے من و سلویٰ کے خوان لے کر اس کی نذر دینے کے لئے اتریں گے لیکن "زمیندار" حضور شہنشاہ معظم کی شان میں جو قصاید لکھتا رہا ہے (اور انشاء اللہ لکھتا رہیگا) حضور انور کی گورنمنٹ کی تعریف میں جو دل باندھتا رہا ہے۔ حاکم اور محکوم کے تعلقات کی گتھی کے سلجھانے کی

جو کوشش کرتا رہا ہے اس میں ستایش کی تمنا یا صلہ کی پروا کو بہت کم دخل تھا البتہ یہ تقاضائے بشریت اسے یہ خیال ضرور تھا۔ کہ اسے کم از کم انسانیت اور انصاف کے ان اولین حقوق سے فائدہ اٹھا کر جو ہر گورنمنٹ میں خواہ وہ کیسی ہی غیر مہذب کیوں نہ ہو رعایا کو عطا کئے جاتے ہیں صرف اس آزادی اور امن کے ساتھ زندہ رہنے کی اجازت دی جائے گی جو برطانیہ کی پر غرور خصوصیات میں سے ہے اور جس کا راگ آئے دن گاتا رہتا ہے۔ لیکن آج کل کے زمانہ میں جو دنیائے اسلام کے لئے مصیبتوں اور ابتلاؤں کا زمانہ ہے اس بات کی توقع پر کہنا کہ ہم مسلمان ہو کر بادشاہ سے بیکس بحال ہر حضور ملک معظم اور انکی گورنمنٹ کی شان میں قصیدہ خوانیاں کرنے کا صلہ ہمیں یہ ملتا ہے کہ ہماری ضمانت ہو جاتی ہے اور ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور اپنے دو عنایت ناموں میں جو بذریعہ رجسٹری ہمیں ۱۵ تاریخ کو دوپہر کے بعد پہنچے ارشاد فرماتے ہیں کہ دو ہزار کی ضمانت داخل کرو۔ (زمیندار)

بقیہ مراسلات

اخبار تبصری ناظل کیلئے بچیس روپیہ کا خسر اضافہ

بھاگا کا طناب کلتے ہی کیا حید سا نہ ہے

سچ ہے اختر ناس کی رسی دراز ہے

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اگر سیر ے بھائی ایڈیٹر الحق سے کے شرائط مباحثہ کو جس کو انھوں نے الحق ہ ز مارچ ۱۲ء میں مفصل دوبارہ ذکر کیا ہے منظور فرما کر مباحثہ کریں تو ہم بصورت کامیابی مبلغ عہ روپیہ اپنی طرف سے آپکو بطور خدمت پیش کرینگے اور در صورت منظوری و کامیابی بخشش ہم اپنی چوڑیاں آپکی خدمت میں بذریعہ پارسل بھیجدینگے۔

بکوشش کتابانہ زنان ضیوت شمیم

راقم اہلیہ کبیر الدین لکھنو بشیرت گنج

اسلام کی دینی برکتیں	اسلام سے جس قدر برکتیں دنیا کو حاصل ہوئی ہیں وہ کسی مذہب سے حاصل نہیں ہوئی ہیں قیمت ۲ر

اذان کی اصلاسفی اسرار

خطبات احمدیہ اڈیشن اول مجلد عہ

آریوں سے کرتوت ۲ر

براہین احمدیہ - اگر آپ اسلام کی صداقت قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت افضل الانبیاء ختم المرسلین شفیع المذنبین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل جو تمام فلاسفرون، عالمون سائنس دانون کو ساکت و عاجز کر دینے والے ہون۔ ملاحظہ کرنا چاہیں۔ اگر آپ زندہ کتاب زندہ رسول زندہ مذہب دیکھنے کے شایق ہون تو آپ اس کتاب کو فوراً خرید کر مطالعہ کرین جس کے جواب دینے کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کیطرف سے دس ہزار روپیہ مقرر ہے۔ قیمت ہے مجلد للعہ

رد چشمہ آریہ قانون قدرت کس کو کہتے ہین اسکی مفصل بحث۔ مسکت جواب اعتراضات معجزہ شق القمر کا ثبوت۔ تناسخ و قدامت روح و مادہ کا زبردست عقلی و علمی جواب دینے کے لیے۔ ۵۰ روپیہ انعام قیمت فی جلد ۱۲ ار مجلد عہ

شدھی کی اشدھی - آریون کی زبردست اور قابل فخر شدھی کی حقیقت اور اصلیت ظاہر کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی شدھی دیانندی مت کو سچا سمجھکر نہین ہوئی۔ آریون کی کتابون ہی سے آریون پر ایسا اتمام حجت کیا ہے۔ کہ جبتک اس کا جواب نہین ہوا انعام۔ ۵ روپیہ قیمت ؎

وید۔ انجیل اور قرآن کا خدا۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ار

کلام الامام - آریون کے لیے ایک ناصحانہ نظم قیمت صرف ار

نسیم دعوت - آریہ عیسائی اسلامی توحید کا مقابلہ عرش الٰہی کی فلاسفی۔ فرشتون کا عرش کو اٹھائے رکھنے کی حقیقت قابل دید قیمت صرف

اسلام ترک اسلام دھرمپال کا جواب

قیمت صرف ۲

پیغام صلح - آریون سے شرائط صلح قیمت ار

کرشن اوتار جناب کرشن مہاراج کے حالات قیمت ار

گائے کی عظمت پر تحقیقی نظر - ار

کفارہ - لاجواب رسالہ رد کفارہ نصارے مین۔ قیمت صرف ۳ر

تیغ صاہریہ بر عقاید آریہ - آریون کے عقاید کی تردید۔ قیمت ۱۲ ار

چشمہ معرفت - آریون کے تمام اعتراضات کی تردید۔ اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت۔ قرآن کے الہامی منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل سے تصدیق۔ قیمت مجلد سے رغیر مجلد للعہ

رسالہ گوشت خوری - آریون کے اعتراضات گوشت خوری کا طبعی عقلی نقلی علمی ثبوت قیمت ۲ر

دیانند کی الف سے ی تک ریویو ہر ایک تعلیم یافتہ مسلمان مولوی۔ واعظ پیر و جوان کو اس کا مطالعہ ضروری ہے قیمت صرف ۶ر

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کا پول - یہ وہ مشہور لاجواب کتاب ہے۔ جو جگدیش پرشاد آریہ نومسلم نے ستیارتھ پرکاش کی تردید مین انعامی ۵ ہزار روپیہ شایع کی تھی جس کا آجتک جواب نہین ہوا۔ دو جلدون مین قیمت ہر دو مجلد ہے غیر مجلد عہ

حدوث مادہ - اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہین بلکہ حادث ہے۔ ساتھ ہی آریون کے اعتراضات کے جوابات دیے گئے مین قیمت ۳ر

سفرنامہ روم و مصر وشام۔ مرتبہ مولانا شبلی نعمانی قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

اصلاح البشر قال اللہ۔ علاج حرص بیان ہے۔ اخلاقی رسالے۔ عالیجناب مولوی نواب صدرالدین حسین خان صاحب کی تصنیفات سے ہین۔ جو چھپے

بڑے مسلمان کو پڑھنے ضروری ہین۔ تینون کی قیمت صرف ۱۰ر

ذوالفقار علی بر گردن دیو شقی غلام حیدر مرتد آریہ کے رسالے نعرہ حیدری حصہ اول کا دندان شکن جواب انعامی ۵۰ روپیہ قیمت صرف تین آنے ۳ر

تنبیہ زبان دراز بجواب افشائے راز غلام حیدر مرتد کے ضمیمہ نعرہ حیدری کا ترکی بہ ترکی جواب ۰+ قیمت صرف ار فی روپیہ ۱۶ نسخے۔

ایک مسلمان کا پیغام - اس مین مسجد بنانے کا فلسفہ اور اسلام کی فضیلت گورو نانک صاحب کا اسلام اور سکھ قوم کے نام زبردست پیغام۔ قیمت ار فی روپیہ ۱۶ نسخے۔

پیدایش عالم - اس رسالہ مین دیانند بانی آریہ سماج کے ان تمام دلائل کو معقول و منقول سے توڑ دیا ہے جنکے ذریعہ دنیا کو وہ ازلی ابدی مانتے تھے۔ اور آفتاب سے بھی زیادہ روشن دلیلون سے جو آریون کی مسلمہ ہین دنیا کا حدوث اور ہر ایک سلسلہ عالم کی پیدایش ثابت کر دی ہے قیمت ۳ر

سومنگلا ایک مذہبی دلچسپ اور پر لطف ناول ہے رد تناسخ قابل دید قیمت ۴ر

لیکچر اشاعت اسلام نواب محسن الملک کا۔ اشاعت اسلام پر مشہور لیکچر ۴ر

دھرم کی کسوٹی یعنے سوامی دیانند کے حق مخالف سوالات کے جوابات جو مسلمانون سے مانگے گئے تھے قابل قیمت صرف ار

وید کے طلسمین فتور مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت صرف ار

دھرمپال کا کچا چٹھا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت صرف ار